نمبر ۲۸ | مورخہ ۱۰ اکتوبر سنہ ۱۹۲۱ء | مطابق ۷ صفر المظفر سنہ ۱۳۴۰ھ | جلد ۹

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی طبیعت ایام زیر رپورٹ میں ناساز رہی۔ ۵، ۶ تاریخ باہر تشریف نہ لاسکے لیکن بفضل خدا ۷ تاریخ ایک درد ... خطبہ جمعہ حضور نے خود ارشاد فرمایا۔ احباب حضور کی کامل صحت کے لئے دست بدعا رہیں۔

ایک آریہ لیکچرار صاحب سے جو پرتی ندھی سبھا پنجاب کی طرف سے نئے مقرر ہوئے ہیں۔ ۶ اکتوبر کی رات کو جناب شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور کا مسئلہ تناسخ پر مباحثہ ہوا۔ اور ۷ کی رات کو جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری نے قرآن کریم الہامی ہے یا وید پر تین گھنٹے باقاعدہ مباحثہ کیا۔ مفصل روئداد انشاءاللہ آئندہ پرچہ میں شائع کی جائیگی۔

نامہ صادق ۱۴

امریکہ میں تبلیغ احمدیت

اجرائے رسالہ معلوم نہیں ایسی حالت میں جبکہ اجرائے رسالہ کے متعلق جو چندہ ہندوستان میں ہوا ہے۔ وہ ابھی تک مجھے نہیں پہنچا (سوائے چندہ جماعت پشاور کے) بلکہ ماہواری خرچ بھی بقایوں میں ہے۔ میں نے کیونکر ایسی جرأت کی کہ رسالہ کا مضمون لکھ کر صاحب مطبع کے حوالہ کر دیا۔ اور تین ہزار چھپوا کر روانہ کرنا شروع کر دیا۔ چونکہ پہلا پرچہ ہے قریباً سب کا سب مفت ہی بھیجا جا رہا ہے۔ مجھے امید ہے۔ کہ یہ مفت بھیجنا بیکار نہ جائے گا۔ مجھے امید ہے کہ خریدار پہنچ جائیں گے باقیوں کو کم از کم تبلیغ ہی ہو جائیگی۔ ایسی ناداری کی حالت میں رسالے کا چھپ جانا اور شایع ہونا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ اور احباب کرام کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ جن سے کام چل رہا ہے ورنہ نفس کی موجودہ کمزوری کی طرف دیکھا جائے۔ تو شاید اگلے کام بھی بند ہو جائیں۔ وما توفیقنا الا باللہ العلی العظیم۔

نام رسالہ رسالہ کا نام میں نے مسلم سن رائز (طلوع آفتاب اسلامی) رکھا ہے۔ ٹائٹل پر ملک امریکہ کا نقشہ بنا کر اسپر سورج چڑھایا ہے تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو پیشگوئی ہے کہ آخری زمانہ میں سورج مغرب سے نکلیگا اس کا پورا ہونا ظاہر ہو۔ کیونکہ اصلی مغرب تو ملک امریکہ ہی ہے۔ اگرچہ یورپ کو بھی نسبتاً مغربی بلاد کہتے ہیں۔ مگر در اصل جو مغربی کرہ ہے وہ امریکہ ہی ہے۔ علاوہ ازیں یورپ میں اسلام بالکل نئی بات نہیں ہے۔ کیونکہ یورپ میں اسلام کئی صدیوں سے قبل ازیں

حاصل ہو چکا ہے۔ نصف سے زیادہ سپین مسلمانوں کے ماتحت تھی سوسال تک رہ چکا ہے۔ اور اب تک وہاں اس زمانہ کے مسلمان موجود ہیں۔ سپین یورپ کی نہایت غربی حد پر واقعہ ہے جو اسوقت مسلمانوں کا اثر فرانس پر بلکہ جزائر برطانیہ کے کناروں پر بھی تھا۔ غرضکہ اگرچہ یورپ میں اشاعت اسلام بھی اس حدیث کو ایک حد تک پورا کرتی ہے۔ مگر اس کا اصلی ظہور میرے خیال میں امریکہ پر ہوا ہے۔ جو صحیح معنوں میں غرب ہے اور اسمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ثبوت اسطرح بھی ہے کہ حضور علیہ السلام نے غرب کا ذکر ایسے وقت میں کیا۔ جبکہ عام طور پر لوگوں کو معلوم بھی نہ تھا کہ غرب میں کوئی آبادی ہے۔ بلکہ ایک سپاہ سالار نے مراکش کے غربی کنارے پر اپنا گھوڑا سمندر میں ڈالکر کہا کہ اے خدا اگر اس سے آگے کوئی آبادی ہوتی۔ تو میں تیری توحید کو قائم کرنے کے واسطے اور آگے جاتا۔ سمندر نے اس کے جذبۂ شوق تبلیغ کو وہاں محدود کر دیا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر تھا کہ اس غرب میں حضرت مسیح موعود کے حواری پہنچیں۔ اور رسول پاک سرور دوجہان فخر رسل کی پیشگوئی کو پورا کریں۔ فالحمد للہ ثم الحمد للہ ٭

نو مسلمین

گذشتہ رپورٹ کے بعد اٹھارہ نومسلم ہوئے ہیں انکی مفصل رپورٹ چند روز میں علیحدہ انشاء اللہ ارسال کی جائیگی ٭

اقتباسات خطوط

یہاں میں احباب کی طرف سے آئے ہوئے خطوط میں سے چند کلمات ہدیہ ناظرین کرتا ہوں محبت اور اخلاص کے ساتھ پُر ہو کر جب ایک مومن اپنے بھائی کو خط لکھتا ہے۔ تو مجھے اُمید ہے کہ اسمیں بعض الفاظ القاء الٰہی سے لکھے جاتے ہیں۔ جو طرفین کے رُوحانی تعلقات کا مظہر ہوتے ہیں۔ ان کا اندراج احباب کے واسطے انشاء اللہ فائدہ سے خالی نہ ہوگا ٭ مکرم منشی فرزند علی صاحب کا لکھنا کہ میں خط لکھنے میں سُست ہوں۔ مگر ماشاء اللہ دعا میں سست نہیں۔ یہ فقرہ بہت پیارا معلوم ہوا۔ اصل شے تو دعا ہی ہے۔ جو جناب الٰہی کے حضور میں سفارش کا خط ہے۔ اور اسی کی مجھے سب سے زیادہ ضرورت ہے ٭ حسن موسیٰ خان صاحب آسٹریلیا۔ پیر صاحب جھنڈا والے کا استخارہ بالکل درست تھا کہ ملک امریکہ میں حضرت مرزا صاحب کے رُوحانی تصرفات کی وجہ سے اشاعت اسلام ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے کہ یہ کام آپکے سپرد ہوا ٭ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب۔ آپ اس جہاد میں بالفرض (خدا نخواستہ) فوت بھی ہو جائیں۔ تو آپ کا مقام یلحقون بی فی قبری ہوگا ٭ چوہدری سردار علی صاحب بمبئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہیش کامیابی عطا فرمائے۔ جس کی نظیر پہلی کتابوں میں ملنی محال ہو جائے ٭ عزیز محمد ابراہیم بقاپوری۔ میں نے جو لطف و کرم اور جو چاشنی آپ کے ساتھ رہنے میں دیکھیں۔ وہ انشاء اللہ تا قیامت دل سے محو نہ ہو سکینگی ٭ تبارک علی صاحب سونگڑہ۔ مدت ہوئی۔ میں نے خواب دیکھا تھا۔ آپ ایک اونچے بالا خانہ پر ہیں۔ چہرہ آپکا مثل کُندن کے چمکتا ہے۔ وجود آپکا نورٌ علیٰ نور نظر آتا ہے۔ وہ بالا خانہ بہت بلند ہو گیا ہے یہ رؤیا اب پُورا ہو رہا ہے ٭ بابو محمد علی خان صاحب شاہجہانپور۔ جس طرح کلمبس کا نام ہے۔ اسی طرح صفحۂ تاریخ پر آپ کا نام رہیگا ٭ ضیاء الحق خان صاحب۔ آپ کی دُعا سے میں امتحان میں کامیاب ہُوا تھا۔ اسواسطے پھر آپ کی دُعا چاہتا ہوں۔ میاں بشیر احمد صاحب۔ مبارک صادق کے صادق کلمات مادہ پرستوں کو صادق بنا دیں تا صداقت قبول کر کے صادق بن کر مثل صادق دور دراز ملکوں میں صداقت کا جھنڈا گاڑیں ٭ سید غلام احمد صاحب سونگڑہ۔ کون ایسا احمدی ہے۔ جس کے دل میں صادق کی محبت اور صادق کا درد اور صادق کی یاد نہ ہو ٭ محمد شفیع صاحب قریشی۔ بندہ کو جناب کا جو وقت فرحت نامہ ملتا ہے تو بفضل خدا ایسی خوشی ہوتی ہے جیسے کہ عاشق کو معشوق کے ملنے سے ہوتی ہے ٭ حکیم محمد حسین صاحب قریشی۔ چونکہ ہر وقت آپ کو اپنے ذہن میں اور دل و دماغ میں دیکھتا ہوں تو یہ محسوس ہی نہیں ہوتا کہ آپ کہیں دُور گئے ہوئے ہیں اور آپکو خطوط کی ضرورت ہو ٭ شیخ غلام احمد صاحب للہ باللہ فی اللہ محب اخص عافاہ اللہ الصمد و ایدہ ٭ حافظ کبیر الدین صاحب۔ آپ کے خطوں سے میں زندگی پاتا ہوں ٭ حامد حسین خان صاحب۔ اللہ تعالیٰ شاہد ہے کہ آپ کے لئے راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر دعائیں کی ہیں ٭

نو مسلمہ زینب

قریباً سات ماہ کا عرصہ ہوا۔ جبکہ عاجز تبلیغ کے واسطے شہر ڈیٹرائٹ گیا تھا۔ جو کہ شہر نیویارک سے کئی میل کے فاصلہ پر ہے۔ اسوقت ایک لیڈی بنام مس بارٹن عاجز کے ہاتھ پر مسلمان ہوئی تھی۔ اس کا نام زینب رکھا گیا تھا۔ یہ معزز خاتون آجکل شہر ڈیٹرائٹ میں ہے۔ اس نے اپنے شہر میں عاجز کے لیکچروں کا انتظام کر کے مجھے وہاں طلب کیا۔ ٹون ہال اور ایک گرجے میں لیکچر ہوا اور چند پادریوں سے مذہبی مباحثہ ٭

علاج سرطان

ڈاکٹر راجنسن کی رائے ہے کہ سرطان کثرت استعمال نمک سے پیدا ہوتا ہے۔ مریض سرطان کی خوراک میں سے نمک کم کر دینا چاہیئے۔ اور پوٹاسیم نائٹریٹ کے استعمال سے سوڈیم کلورائٹ کے اثر کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ اللہ بہتر جانتا ہے۔ کہ یہ کہاں تک صحیح ہے۔ ہماری جماعت کا ایک عزیز جو مقبرہ بہشتی کا پہلا ممبر حضرت مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم بھی اول مرض سرطان میں ہی گرفتار ہُوا تھا۔ جس کا زہریلا اثر سارے بدن میں پھیل گیا۔ حضرت مرحوم نمکین چیزوں سے بہت رغبت رکھتے تھے۔ اور میٹھا بہت کم کھاتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اندر سے کچھ حلوا یا ایسی ہی میٹھی چیز بنواکر لائے۔ اور چند خدام میں جو حاضر تھے۔ بے تکلفی سے بیٹھکر فرمایا۔ کھاؤ۔ یہ ان دنوں کا ذکر ہے۔ جب گول کمرہ مہمان خانہ ہوتا تھا۔ اور مہمانوں کی تعداد تین چار۔ مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم نے فرمایا۔ مجھے میٹھے سے رغبت نہیں۔ میں نہیں کھاتا۔ حضرت نے تبسم کرتے ہوئے فرمایا۔ مولوی صاحب۔ آپنے بعض کا یہ قول نہیں سُنا۔ المؤمن حلوٌ یحب الحلواء۔ مومن میٹھا ہوتا ہے اور میٹھے سے پیار کرتا ہے۔ مولوی صاحب مرحوم آزاد مزاج آدمی تھے۔ عرض کی۔ حضرت مومن کی یہی علامت ہے۔ تو پھر میں مومن نہیں۔ حضرت اور حاضرین ہنسے اور بات ختم ہوئی ٭

پہلا امریکن مسلم مشنری

یہاں کے سوداگر بچوں نے میری تصویر لیکر اپنے بائسکوپ میں دکھانی شروع کی ہے کہ یہ اس ملک میں پہلے مسلم مشنری ہیں۔ اس کی ایک فلم برادرم بابو اعجاز حسین صاحب کو یہاں سے بھجوائی گئی ہے تاکہ وہ اپنے بائسکوپوں میں دکھلائیں۔ جن لوگوں کو دہلی جانے کا اتفاق ہو۔ وہ مجھے وہاں پر چلتے ہوئے اور کھڑے ہو کر قرآن شریف پڑھتے ہوئے دیکھ سکتے ہیں بشرطیکہ وہ فلم تصویر سلامت ان کے پاس پہنچ جائے۔ محمد صادق عفا اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل

قادیان دارالامان - ۱۰ - اکتوبر ۱۹۲۱ء

ویدنامکمل اور ناقص ہیں

آریہ اخبارات میں کچھ عرصہ سے یہ بحث ہو رہی ہے ایک ہندو ایک مسلمان کے ساتھ بیٹھ کر ہندو کا پکایا ہوا کھانا کھا سکتا ہے یا نہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ کھا سکتا ہے۔ اور بعض اس بناء پر اسے ناجائز قرار دیتے ہیں کہ مسلمان چونکہ گوشت خور قوم ہے۔ اسلئے کوئی ہندو اس کے ساتھ ملکر کھانا نہیں کھا سکتا۔

یہ بحث اس قدر طول ہو گئی ہے۔ اور اتنی اہمیت اختیار کر رہی ہے۔ کہ لنڈن میں بیٹھے ہوئے ایک آریہ پروفیسر بالکرشن صاحب ایم اے کو بھی اسمیں حصہ لینا پڑا ہے اور ۲۵ر ستمبر کے پرکاش میں ان کا ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جسمیں پروفیسر صاحب نے اول تو بڑے وثوق کے ساتھ یہ بتایا ہے کہ :-

"کالج پارٹی کے بہت سے آریہ مانس کھاتے ہیں"

اور پھر لکھا ہے :-

"میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ کالج پارٹی والے کسی آریہ کے ہاتھوں بنایا ہوا اس کے ساتھ بیٹھ کر کسی نے بھوجن کھانے سے انکار کیا ہو۔"

اس طرح پروفیسر صاحب نے یہ دکھایا ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ ملکر کھانے میں جو یہ عذر پیش کیا جاتا ہے۔ کہ مسلمان گوشت خور ہیں۔ یہ بیہودہ عذر ہے۔ کیونکہ آریوں میں جو لوگ گوشت کھاتے ہیں۔ ان کے ساتھ کھانے میں کوئی پرہیز نہیں کیا جاتا ؛

اب رہی یہ بات کہ گوشت کھانا کیسا ہے۔ اور وید مقدس کا اس بارے میں کیا ارشاد ہے۔ اس کے متعلق پروفیسر صاحب لکھتے ہیں :-

"وید بھگوان میں مانس کھانے کی اجازت ہے یا نہیں؟ اس بات کا پورا نشچہ (فیصلہ) نہیں ہو سکا۔ کالج پارٹی تو اب تک اڑی ہوئی ہے۔ گورو کل پارٹی میں بھی کئی پنڈت ہیں۔ جن کے نام لینے کی ضرورت نہیں۔ جو نشچہ سے نہیں کہہ سکتے۔"

جب وید مقدس نے گوشت خوری کے بارے میں کوئی ناطق فیصلہ نہیں کیا۔ بلکہ وید کے پیرو اس کے جائز ہونے اور جائز نہ ہونے کے بھی تائید پاتے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ گوشت خوری کی بناء پر مسلمانوں سے اس قدر نفرت کا اظہار کیا جائے۔ کہ ان کے سایہ سے بھی پرہیز کیا جائے۔

تعجب کی بات ہے۔ کہ گوشت خوری کا مسئلہ جس پر بڑے بڑے آریہ اپدیشک مباحثے کرتے رہتے ہیں اور جسے ناجائز ثابت کرنے کے لئے ایڑی سے لیکر چوٹی تک کا زور لگاتے رہتے ہیں۔ وہ ایسا لاینحل ہے کہ وید بھی اس کے متعلق کوئی تصفیہ کرنے سے عاجز ہے اور اگر بالفرض یہ مان بھی لیا جائے۔ کہ وید میں گوشت خوری کی اجازت نہیں۔ تو بھی جو لوگ ویدوں کے پیرو کہلا کر گوشت کھاتے ہیں۔ وہ کسی الزام کے نیچے نہیں آتے۔ کیوں؟ اسلئے کہ بڑے بڑے رشیوں منیوں نے نئے حالات اور ضروریات زمانہ سے مجبور ہو کر کئی ایک ایسی باتوں کو جائز اور روا کر دیا ہے۔ جن کے متعلق وید کوئی ناطق فیصلہ نہیں کر سکتے تھے یا ویدوں کا فیصلہ ناقابل تسلیم اور ناقابل عمل تھا ؛

یہ بات پروفیسر صاحب موصوف کے نزدیک ایسی صاف اور شک و شبہ سے بالا ہے کہ وہ لکھتے ہیں :-

"اس بات سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ ہمارے مختلف دھرم شاستر یعنی سمرتی گرنتھ مختلف وقتوں پر لکھے گئے ہیں۔ اور اپنے اپنے وقت اور ملک کے حصے کے نئے حالات کو سامنے رکھ کر قانون بندی کی گئی ہے۔ انمیں بہت سی باتیں ویدوں کے برخلاف ہیں۔ لیکن وہ اسلئے قانون ہیں کہ وہ رسم ورواج پر مبنی ہیں۔ مطلب یہ کہ حسب ضرورت ہمارے رشیوں نے ویدک دھرم کے برخلاف

بھی ...
آریہ سماج ...
استریوں ...
انکی پوری اجا...
کے بانٹنے کے ...
نارد وغیرہ سمرتیوں میں ...
اگرچہ دکھن میں برہمن لو...
شادی کر لیتے ہیں۔ ...
بھگنی ... اور سب آدمی ما...
عورتیں دیکھے جارہی ہیں۔ اکثر ...
ہیں۔ رگھس دیش میں لوگ اپنی د...
شادی کر لیتے ہیں۔ ان باتوں کے ...
لوگوں کو کوئی سزا اور نہ ہی کوئی بر...
چاہیئے۔ یہ رواج پرم پرا سے چلے آ...
اسلئے ان رواجوں کے لئے ان لوگوں کو برا بھ...
نہیں کہنا چاہیئے"

مذکورہ بالا عبارت سے ظاہر ہے کہ :-

(۱) ہندوؤں کی سمرتیاں یعنی مذہبی کتابیں مختلف اوقات میں حالات زمانہ کے مطابق لکھی گئی ہیں۔

(۲) مذہب کو زمانے کے مطابق بنانے کے لئے ان کتابوں کے مصنفوں کو وید کی صریح تعلیمات کی خلاف ورزی کرنی پڑی ہے ؛

(۳) ان کتابوں کی تعلیمات نہ صرف وید کے خلاف ہیں۔ بلکہ ملک کے "رسم ورواج" کے ماتحت ہیں۔ اس کا مطلب پروفیسر صاحب کے الفاظ میں یہ ہے۔ کہ حسب ضرورت ہندو رشیوں نے ویدک دھرم کے برخلاف رسم ورواج کو ترجیح دی ہے۔

(۴) تعدد ازدواج کا مسئلہ جس پر آریہ صاحبان بڑے بڑے اعتراض کیا کرتے ہیں۔ اور سوامی دیانند صاحب نے بھی جس کی بڑی مذمت کی ہے۔ ایسا مسئلہ ہے۔ کہ ویدک رشیوں کو وید کی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے حالات زمانہ سے مجبور ہو کر اس کی اجازت دینی ہی پڑی۔ اور اس کے مطابق تقسیم جائداد کے اصول بنانے پڑے ؛

(۵) رشتہ داروں کے ہاں شادی کرنے کو ناجائز قرار دینے کے لئے بھی سوامی دیانند صاحب نے بڑا زور مارا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دار الامان ۔ ۱۰ ۔ اکتوبر ۱۹۲۱ء

وید نامکمل و ناقص ہیں

آریہ اخبارات میں کچھ عرصہ سے یہ بحث ہو رہی ہے ایک ہندو ایک مسلمان کے ساتھ بیٹھ کر ہندو وں کا پکایا ہوا کھانا کھا سکتا ہے یا نہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ کھا سکتا ہے۔ اور بعض اس بنا پر اسے ناجائز قرار دیتے ہیں کہ مسلمان چونکہ گوشت خور قوم ہے۔ اسلئے کوئی ہندو اس کے ساتھ ملکر کھانا نہیں کھا سکتا۔

یہ بحث اس قدر طویل ہو گئی ہے۔ اور اتنی اہمیت اختیار کر رہی ہے۔ کہ لنڈن میں بیٹھے ہوئے ایک آریہ پروفیسر بالکرشن صاحب ایم اے کو بھی اسمیں حصہ لینا پڑا ہے اور ۲۵ ر ستمبر کے پرکاش میں ان کا ایک مضمون شایع ہوا ہے جسمیں پروفیسر صاحب نے اول تو بڑے وثوق کے ساتھ یہ بتایا ہے کہ:۔

"کالج پارٹی کے بہت سے آریہ مانس کھاتے ہیں"

اور پھر لکھا ہے:۔

"میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ کالج پارٹی والے کسی آریہ کے ہاتھوں بنایا ہوا اس کے ساتھ بیٹھ کر کسی نے بھوجن کھانے سے انکار کیا ہو"

اس طرح پروفیسر صاحب نے یہ دکھایا ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ ملکر کھانے میں جو یہ عذر پیش کیا جاتا ہے۔ کہ مسلمان گوشت خور ہیں۔ یہ بیہودہ عذر ہے۔ کیونکہ آریوں میں جو لوگ گوشت کھاتے ہیں۔ ان کے ساتھ کھانے میں کوئی پرہیز نہیں کیا جاتا۔

اب رہی یہ بات کہ گوشت کھانا کیسا ہے۔ اور وید مقدس کا اس بارے میں کیا ارشاد ہے۔ اس کے متعلق پروفیسر صاحب لکھتے ہیں:۔

"وید بھگوان میں مانس کھانے کی اجازت ہے یا نہیں؟ اس بات کا پورا نشچہ (فیصلہ) نہیں ہو سکا۔ کالج پارٹی تو اب تک اڑی ہوئی ہے۔ گورو کل پارٹی میں بھی کئی پنڈت ہیں۔ جن کے نام لینے کی ضرورت نہیں۔ جو نشچہ سے نہیں کہہ سکتے"

جب وید مقدس نے گوشت خوری کے بارے میں کوئی ناطق فیصلہ نہیں کیا۔ بلکہ وید کے پیرو اس کے جائز ہونے اور جائز نہ ہونے کے بھی تائید پاتے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ گوشت خوری کی بنا پر مسلمانوں سے اس قدر نفرت کا اظہار کیا جائے۔ کہ ان کے سایہ سے بھی پرہیز کیا جائے۔

تعجب کی بات ہے۔ کہ گوشت خوری کا مسئلہ جس پر بڑے بڑے آریہ اپدیشک مباحثے کرتے رہتے ہیں اور جسے ناجائز ثابت کرنے کے لئے ایڑی سے لیکر چوٹی تک کا زور لگاتے رہتے ہیں۔ وہ ایسا لاینحل ہے کہ وید بھی اس کے متعلق کوئی تصفیہ کرنے سے عاجز ہیں اور اگر بالفرض یہ مان بھی لیا جائے۔ کہ وید میں گوشت خوری کی اجازت نہیں۔ تو بھی جو لوگ ویدوں کے پیرو کہلا کر گوشت کھاتے ہیں۔ وہ کسی الزام کے نیچے نہیں آتے۔ کیوں؟ اسلئے کہ بڑے بڑے رشیوں منیوں نے نئے حالات اور ضروریات زمانہ سے مجبور ہو کر کئی ایک ایسی باتوں کو جائز اور روا کر دیا ہے۔ جن کے متعلق وید کوئی ناطق فیصلہ نہیں کر سکتے تھے یا ویدوں کا فیصلہ ناقابل تسلیم اور ناقابل عمل تھا۔

یہ بات پروفیسر صاحب موصوف کے نزدیک ایسی صاف اور شک و شبہ سے بالا ہے کہ وہ لکھتے ہیں:۔

"اس بات سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ ہمارے مختلف دھرم شاستر یعنی سمرتی گرنتھ مختلف وقتوں پر لکھے گئے ہیں۔ اور اپنے اپنے وقت اور ملک کے حصے کے نئے حالات کو سامنے رکھ کر قانون بندی کی گئی ہے۔ انمیں بہت سی باتیں ویدوں کے برخلاف ہیں۔ لیکن وہ اسلئے قانون ہیں کہ وہ رسم و رواج پر مبنی ہیں۔ مطلب یہ کہ حسب ضرورت ہمارے رشیوں نے ویدک دھرم کے برخلاف بھی رسم و رواج کو ترجیح دے دی ہے۔ مثلاً کوئی آریہ سماجی نہیں مانیگا۔ کہ وید میں ایک سے زیادہ استریوں سے شادی کرنا روا ہے۔ مگر سمرتیوں میں اسکی پوری اجازت ہے۔ اور اسی اصول پر جائداد کے بانٹنے کے اصول بنائے گئے ہیں۔ اسی طرح نارد وغیرہ سمرتیوں میں یہ اصول تسلیم کیا گیا ہے کہ اگرچہ دکھن میں برہمن لوگ اپنے ماموں کی لڑکیوں سے شادی کر لیتے ہیں۔ مدھیہ دیش میں کچھ لوگ گئو مانس بھکشک۔ اور سب آدمی مانس بھکشک ہیں۔ اور عورتیں ویبھچارنی ہیں۔ اُتر میں عورتیں شراب پیتی ہیں۔ رگھس دیش میں لوگ اپنی ودھوا بھابی سے شادی کر لیتے ہیں۔ ان باتوں کے لئے وہاں کے لوگوں کو کوئی سزا اور نہ ہی کوئی پرائشچت کرانا چاہیئے۔ یہ رواج پرم پرا سے چلے آئے ہیں اسلئے ان رواجوں کے لئے ان لوگوں کو برا بھلا نہیں کہنا چاہیئے"

مذکورہ بالا عبارت سے ظاہر ہے کہ:۔

(۱) ہندوؤں کی سمرتیاں یعنی مذہبی کتابیں مختلف اوقات میں حالات زمانہ کے مطابق لکھی گئی ہیں۔

(۲) مذہب کو زمانے کے مطابق بنانے کے لیے ان کتابوں کے مصنفوں کو وید کی صریح تعلیمات کی خلاف ورزی کرنی پڑی ہے۔

(۳) ان کتابوں کی تعلیمات نہ صرف وید کے خلاف ہیں۔ بلکہ ملک کے "رسم و رواج" کے ماتحت ہیں۔ اس کا مطلب پروفیسر صاحب کے الفاظ میں یہ ہے۔ کہ حسب ضرورت ہندو رشیوں نے ویدک دھرم کے برخلاف رسم و رواج کو ترجیح دیدی ہے۔

(۴) تعدد ازدواج کا مسئلہ جس پر آریہ صاحبان بڑے بڑے اعتراض کیا کرتے ہیں۔ اور سوامی دیانند صاحب نے بھی جسکی بڑی مذمت کی ہے۔ ایسا مسئلہ ہے۔ کہ ویدک رشیوں کو وید کی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے حالات زمانہ سے مجبور ہو کر اس کی اجازت دینی ہی پڑی۔ اور اس کے مطابق تقسیم جائداد کے اصول بنائے۔

(۵) رشتہ داروں کے ہاں شادی کرنے کو ناجائز قرار دینے کے لئے بھی سوامی دیانند صاحب نے بڑا زور مارا ہے۔

...ہے۔ کہ
...ہے۔ اور دکھن
...برہمن اپنے ملمولا
...

...جلتا ہے۔ کہ ہندوؤں
...جانور کا گوشت کھانا
...ت بھی کھاتے ہیں۔ اور اس
...رف سے اجازت حاصل کر کے
...کرنا بھی جائز قرار دیا گیا ہے
...شریح کی محتاج نہیں۔ بلکہ نہایت
...اس امر کو واضح کر رہی ہیں کہ آریہ سماج
...وید ہمیشہ سے ہمیشہ تک سارے جہان کے
...پرمیشور نے دنیا کی تمام ضروریات اور
...کے لئے ابتدائے آفرینش میں تمام صحیح تعلیمات ان
...ن کر دی ہیں۔ کہاں تک قابل تسلیم ہے۔

پروفیسر صاحب کے بیان سے ظاہر ہے۔ کہ ہندو رشیوں نے وید کو حالات زمانہ کے خلاف پا کر اور پرمیشور کی دی ہوئی تعلیمات کو غلط یا ناقابل عمل سمجھ کر اپنی قوم کے لئے خود نئی کتابیں اور نئی تعلیمیں پیش کیں۔ اور اس طرح وید کو نامکمل۔ ناقابل تسلیم قرار دیا۔

پس جب موجودہ زمانہ سے بہت قبل وید نامکمل ثابت ہو گئے۔ اور خود ویدوں کے پیروؤں کو ان کے خلاف چلنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور انھوں نے کئی ایسی باتیں روا قرار دے لیں۔ جو وید کی رُو سے منع تھیں۔ تو اب جبکہ زمانہ بہت ترقی کر گیا ہے۔ حالات بدل گئے ہیں۔ واقعات نے نئی صورت اور نیا رنگ اختیار کر لیا ہے۔ وید کس طرح قابل عمل ٹھہر سکتے ہیں۔ اور ان کی تعلیم کیونکر قابل تسلیم ہو سکتی ہے۔ اور کس طرح معقول سمجھی جا سکتی ہے ؞

یہی وجہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ آریہ صاحبان ویدک تعلیم کے صرف زبانی ہی گُن گاتے ہیں۔ اور باوجود مالدار اور تعلیم یافتہ قوم ہونے کے ویدوں کا ترجمہ پیش کرنے کی جرأت نہیں رکھتے۔ ورنہ اگر ویدوں میں کوئی ایسی بات ہوتی۔ جو موجودہ ترقی یافتہ زمانہ میں قابل تسلیم ہوتی۔ تو آریوں جیسی قوم جو رائی کا پہاڑ بنا کر دکھلانے کی عادی ہے۔ کبھی کی کئی زبانوں میں ویدوں کے ترجمے شائع کر دیتی ؞

مسٹر گاندھی اپنے پیروؤں سے کیوں علیحدہ رکھے گئے

علی برادران اور دوسرے مسلمان لیڈروں پر جس الزام میں مقدمہ چل رہا ہے۔ وہ یہ ہے کہ انہوں نے فوجی ملازموں کو ملازمت ترک کرنے اور دوسروں کو یہ ملازمت اختیار نہ کرنے کی تحریک ایک ریزولیوشن کے ذریعہ کی ہے۔ اس بناء پر اگر گورنمنٹ کو مقدمہ چلانے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے تو سمجھ میں نہیں آتا۔ مسٹر گاندھی کو ان کے ساتھیوں سے کیوں الگ رکھا گیا ہے۔ جبکہ وہ بھی اسی فعل کا ارتکاب کر چکے ہیں۔ اور علی الاعلان اس کا اقرار بھی کر رہے ہیں۔ حال میں ترچناپلی میں تقریر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ:-

"اگر اس قسم کے الفاظ عوام کے روبرو یا فوج کے سپاہیوں کے روبرو کہنا جرم ہے۔ تو میں اس جلسہ کے حاضرین کو اور اس جلسہ کی وساطت سے گورنمنٹ کو مطلع کرتا ہوں۔ کہ میں نے اس جرم کا بارہا لاتعداد مرتبہ ارتکاب کیا ہے۔ میں یہ بھی کہتا ہوں کہ یہ کوئی نیا جرم نہیں ہے۔ میں نے ستمبر ۱۹۲۰ء میں اس کا عمداً ارتکاب کیا تھا۔ اور میرا تو کیا ذکر ہے۔ انڈین کانگریس اس کا کلکتہ اور ناگپور کے اجلاسوں میں ارتکاب کر چکی ہے۔ اگر کانگریس کے کارکن یا خود میں اب تک فوج کے سپاہیوں کے پاس یہ کہنے کے لئے نہیں گیا۔ تو اس کی وجہ یہ نہ سمجھئے۔ کہ میں یا کارکنان کانگرس اس کا ارادہ نہیں رکھتے۔ بلکہ اسے ہماری مصروفیت یا ناقابلیت کی دلیل سمجھنا چاہیئے۔"

(وکیل ۲۔ اکتوبر)

ایسا صاف اور واضح بیان دینے والے کے متعلق گورنمنٹ کا خاموش رہنا اور علی برادران وغیرہ پر مقدمہ چلانا ایسا طرز عمل ہے۔ کہ جب تک گورنمنٹ خود ہی اس کی وضاحت نہ کرے۔ سمجھنا مشکل ہے۔ کیا گورنمنٹ بتائیگی۔ کہ اس امتیاز کی کیا وجہ ہے۔ اور کیوں مسٹر گاندھی اور علی برادران سے ایک سا سلوک نہیں روا رکھا گیا ؞

بات یہ ہے کہ جب کسی قوم کے اُلٹے دن آتے ہیں تو وہی باتیں جو دوسروں کے لئے کسی خطرہ و نقصان کا باعث نہیں ہوتیں۔ اس کے لئے تباہ کن بن جاتی ہیں۔ کاش! مسلمان سوچیں۔ کہ کیوں وہی فوقیت وادبار۔ مشکلات اور مصائب کا باعث بن رہے ہیں ؞

پرائے شگون میں اپنی ناک کٹانا

اخبارات کے ذریعہ معلوم ہوا ہے۔ کہ امرتسر اور بعض دیگر مقامات میں ایسے جلوس نکالے گئے ہیں۔ جنہیں کوٹ پتلون یعنی انگریزی لباس گدھوں کو پہنایا گیا۔ اس تصویری اعلان کے یہی معنے سمجھے جا سکتے ہیں۔ کہ یہ لباس گدھوں کا ہے یا گدھوں کے پہننے کے قابل ہے۔ لیکن ہر دو صورتوں میں جلوس نکالنے والوں نے انگریزوں کا تمسخر اُڑایا ہے۔ اور ان کو گدھے سے تشبیہ دیکر ان کے خلاف حقارت کا جذبہ پیدا کیا ہے۔ یہ حرکت اگر صرف ہندوؤں یا سکھوں سے سرزد ہوتی۔ تو اس قدر قابل گرفت نہ تھی۔ مگر وائے برحال مسلمانان کہ پرائے شگون میں اپنی ناک کٹوائی۔ جوش میں اندھے ہو کر انگریزوں کو گدھا بنانے کی کوشش کی۔ مگر یہ نہ سوچا کہ "حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسلمین وارث تخت محمدی حافظ حرمین شریفین" کیا لباس پہنتے ہیں۔ اور آپ کے وزراء ممبران پارلیمنٹ اور عساکر سلطانیہ کیا لباس زیب تن کرتے ہیں۔ بلکہ یہ بھی نہ سوچا کہ مصطفےٰ کمال پاشا اور انگورا کے غازیوں کے کیا ملبوسات ہیں؟ پس مسلمان سوچیں کہ اگر انگریزی لباس پہننے والے گدھے ہیں تو یہ چوٹ کہاں تک پہنچتی ہے۔ کیونکہ ساری دنیا جانتی ہے۔ کہ سلطنت ٹرکی میں بادشاہ سے لیکر ادنیٰ مزدور تک سب کوٹ۔ پتلون۔ نکٹائی اور بوٹ استعمال کرتے ہیں۔ بلکہ کھانا پینا سب میز کرسیوں پر چھری کانٹے سے تناول کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ آئندہ یہ حرکت خلافت قسطنطنیہ کے

لیکن پروفیسر صاحب مذکور کے بیان سے ظاہر ہے۔ کہ رشیوں نے اس کی بھی اجازت دے رکھی ہے۔ اور دکھن میں کسی معمولی ورن کے لوگ نہیں۔ بلکہ برہمن اپنے ماموں کی لڑکیوں سے شادی کر لیتے ہیں ٭

(۶) اس بیان سے یہ بھی پتہ چلتا ہے۔ کہ ہندوؤں میں ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو کسی اور جانور کا گوشت کھانا تو الگ رہا۔ گائے کا گوشت بھی کھاتے ہیں۔ اور اس کے لئے انہیں رشیوں کی طرف سے اجازت حاصل ہے۔

(۷) بیوہ بھابی سے شادی کرنا بھی جائز قرار دیا گیا ہے۔

یہ باتیں کسی مزید تشریح کی محتاج نہیں۔ بلکہ نہایت وضاحت سے اس امر کو واضح کر رہی ہیں کہ آریہ سماج کا یہ دعویٰ کہ وید ہمیشہ سے ہمیشہ تک سارے جہان کے لئے ہیں۔ اور پرمیشور نے دنیا کی تمام ضروریات اور حالات کے لئے ابتدا آفرینش میں تمام صحیح تعلیمات ان میں بیان کر دی ہیں۔ کہاں تک قابل تسلیم ہے۔

پروفیسر صاحب کے بیان سے ظاہر ہے۔ کہ ہندو رشیوں نے وید کو حالات زمانہ کے خلاف پاکر اور پرمیشور کی دی ہوئی تعلیمات کو غلط یا ناقابل عمل سمجھ کر اپنی قوم کے لئے خود نئی کتابیں اور نئی تعلیمیں پیش کیں۔ اور اس طرح وید کو نامکمل۔ ناقابل تسلیم قرار دیا۔

پس جب موجودہ زمانہ سے بہت قبل وید نامکمل ثابت ہو گئے۔ اور خود ویدوں کے پیروؤں کو ان کے خلاف چلنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور انہوں نے کئی ایسی باتیں روا قرار دے لیں۔ جو وید کی رو سے منع تھیں۔ تو اب جبکہ زمانہ بہت ترقی کر گیا ہے۔ حالات بدل گئے ہیں۔ واقعات نے نئی صورت اور نیا رنگ اختیار کر لیا ہے۔ وید کس طرح قابل عمل ٹھہر سکتے ہیں۔ اور ان کی تعلیم کیونکر قابل تسلیم ہو سکتی ہے۔ اور کس طرح معقول سمجھی جا سکتی ہے ٭

یہی وجہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ آریہ صاحبان ویدک تعلیم کے صرف زبانی ہی گن گاتے ہیں۔ اور باوجود مالدار اور تعلیم یافتہ قوم ہونے کے ویدوں کا ترجمہ پیش کرنے کی جرات نہیں رکھتے۔ ورنہ اگر ویدوں میں کوئی ایسی بات ہوتی۔ جو موجودہ ترقی یافتہ زمانہ میں قابل تسلیم ہوتی۔ تو آریوں جیسی قوم جو رائی کا پہاڑ بنا کر دکھلانے کی عادی ہے۔ کبھی کی کئی زبانوں میں ویدوں کے ترجمے شائع کر دیتی ٭

مسٹر گاندھی اپنے پیروؤں سے کیوں علیحدہ رکھے گئے

علی برادران اور دوسرے مسلمان لیڈروں پر جس الزام میں مقدمہ چل رہا ہے۔ وہ یہ ہے کہ انہوں نے فوجی ملازموں کو ملازمت ترک کرنے اور دوسروں کو یہ ملازمت اختیار نہ کرنے کی تحریک ایک ریزولیوشن کے ذریعہ کی ہے۔ اس بناء پر اگر گورنمنٹ کو مقدمہ چلانے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے تو سمجھ میں نہیں آتا۔ مسٹر گاندھی کو ان کے ساتھیوں سے کیوں الگ رکھا گیا ہے۔ جبکہ وہ بھی اسی فعل کا ارتکاب کر چکے ہیں۔ اور علی الاعلان اس کا اقرار بھی کر رہے ہیں۔ حال میں ترچناپلی میں تقریر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ:-

"اگر اس قسم کے الفاظ عوام کے روبرو یا فوج کے سپاہیوں کے روبرو کہنا جرم ہے۔ تو میں جلسہ کے حاضرین کو اور اس جلسہ کی وساطت سے گورنمنٹ کو مطلع کرتا ہوں۔ کہ میں نے اس جرم کا بارہا لاتعداد مرتبہ ارتکاب کیا ہے۔ میں یہ بھی کہتا ہوں کہ یہ کوئی نیا جرم نہیں ہے۔ میں نے ستمبر ۱۹۲۰ء میں اس کا عمداً ارتکاب کیا تھا۔ اور میرا تو کیا ذکر ہے۔ انڈین کانگریس اس کا کلکتہ اور ناگپور کے اجلاسوں میں ارتکاب کر چکی ہے۔ اگر کانگریس کے کارکن یا خود میں اب تک فوج کے سپاہیوں کے پاس یہ کہنے کے لئے نہیں گیا۔ تو اس کی وجہ یہ نہ سمجھئے۔ کہ میں یا کارکنان کانگرس اس کا ارادہ نہیں رکھتے۔ بلکہ اسے ہماری مصروفیت یا ناقابلیت کی دلیل سمجھنا چاہیئے"

(وکیل ۲- اکتوبر)

ایسا صاف اور واضح بیان دینے والے کے متعلق گورنمنٹ کا خاموش رہنا اور علی برادران وغیرہ پر مقدمہ چلانا ایسا طرز عمل ہے۔ کہ جب تک گورنمنٹ خود ہی اس کی وضاحت نہ کرے۔ سمجھنا مشکل ہے۔ کیا گورنمنٹ بتائیگی۔ کہ اس امتیاز کی کیا وجہ ہے اور کیوں مسٹر گاندھی اور علی برادران سے ایک سا سلوک نہیں روا رکھا گیا ٭

بات یہ ہے کہ جب کسی قوم کے اُلٹے دن آتے ہیں تو وہی باتیں جو دوسروں کے لئے کسی خطرہ و نقصان کا باعث نہیں ہوتیں۔ اس کے لئے تباہ کن بن جاتی ہیں۔ کاش! مسلمان سوچیں۔ کہ کیوں وہی ذلت وادبار۔ مشکلات اور مصائب کا ہدف بن رہے ہیں ٭

پرائے شگون میں اپنی ناک کٹانا

اخبارات کے ذریعہ معلوم ہوا ہے۔ کہ امرتسر اور بعض دیگر مقامات میں ایسے جلوس نکالے گئے ہیں۔ جنہیں کوٹ پتلون یعنی انگریزی لباس گدھوں کو پہنایا گیا۔ اس تصویری اعلان کے یہی معنے سمجھے جا سکتے ہیں۔ کہ یہ لباس گدھوں کا ہے یا گدھوں کے پہننے کے قابل ہے۔ لیکن ہر دو صورتوں میں جلوس نکالنے والوں نے انگریزوں کا تمسخر اڑایا ہے۔ اور ان کو گدھے سے تشبیہ دیکر ان کے خلاف حقارت کا جذبہ پیدا کیا ہے۔ یہ حرکت اگر صرف ہندوؤں یا سکھوں سے سرزد ہوتی۔ تو اس قدر قابل گرفت نہ تھی۔ مگر وائے بر حال مسلمانان کہ پرائے شگون میں اپنی ناک کٹوائی۔ جوش میں اندھے ہو کر انگریزوں کو گدھا بنانے کی کوشش کی۔ مگر یہ نہ سوچا کہ "حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسلمین وارث تخت محمدی حافظ حرمین شریفین" کیا لباس پہنتے ہیں۔ اور آپ کے وزراء ممبران پارلیمنٹ اور عساکر سلطانیہ کیا لباس زیب تن کرتے ہیں۔ بلکہ یہ بھی نہ سوچا کہ مصطفےٰ کمال پاشا اور انگورا کے غازیوں کے کیا ملبوسات ہیں؟ پس مسلمان سوچیں کہ اگر انگریزی لباس پہننے والے گدھے ہیں تو یہ چوٹ کہاں تک پہنچتی ہے۔ کیونکہ ساری دنیا جانتی ہے۔ کہ سلطنت ٹرکی میں بادشاہ سے لیکر ادنیٰ مزدور تک سب کوٹ۔ پتلون۔ نکٹائی اور بوٹ استعمال کرتے ہیں۔ بلکہ کھانا پینا سب میز کرسیوں پر چھری کانٹے سے تناول کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ آئندہ یہ حرکت خلافت قسطنطنیہ کے

لیکن پروفیسر صاحب مذکور کے بیان سے ظاہر ہے۔ کہ رشیوں نے اس کی بھی اجازت دے رکھی ہے۔ اور دکھن میں کسی معمولی ورن کے لوگ نہیں۔ بلکہ برہمن اپنے ماموں کی لڑکیوں سے شادی کر لیتے ہیں ٭

(۶) اس بیان سے یہ بھی پتہ چلتا ہے۔ کہ ہندوؤں میں ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو کسی اور جانور کا گوشت کھانا تو الگ رہا۔ گائے کا گوشت بھی کھاتے ہیں۔ اور اس کے لئے انہیں رشیوں کی طرف سے اجازت حاصل ہے۔

(۷) بیوہ بھاوج سے شادی کرنا بھی جائز قرار دیا گیا ہے۔

یہ باتیں کسی مزید تشریح کی محتاج نہیں۔ بلکہ نہایت وضاحت سے اس امر کو واضح کر رہی ہیں کہ آریہ سماج کا یہ دعویٰ کہ وید ہمیشہ سے ہمیشہ تک سارے جہان کے لئے ہیں۔ اور پرمیشور نے دنیا کی تمام ضروریات اور حالات کے لئے ابتدا آفرینش میں تمام صحیح تعلیمات ان میں بیان کر دی ہیں۔ کہاں تک قابل تسلیم ہے۔

پروفیسر صاحب کے بیان سے ظاہر ہے۔ کہ ہندو رشیوں نے وید کو حالات زمانہ کے خلاف پاکر اور پرمیشور کی دی ہوئی تعلیمات کو غلط یا ناقابل عمل سمجھ کر اپنی قوم کے لئے خود ہی کتابیں اور نئی تعلیمیں پیش کیں۔ اور اس طرح وید کو نامکمل۔ ناقابل تسلیم قرار دیا۔

پس جب موجودہ زمانہ سے بہت قبل وید نامکمل ثابت ہو گئے۔ اور خود ویدوں کے پیروؤں کو ان کے خلاف چلنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور انھوں نے کئی ایسی باتیں روا قرار دے لیں۔ جو وید کی رُو سے منع تھیں۔ تو اب جبکہ زمانہ بہت ترقی کر گیا ہے۔ حالات بدل گئے ہیں۔ واقعات نے نئی صورت اور نیا رنگ اختیار کر لیا ہے۔ وید کس طرح قابل عمل ٹھہر سکتے ہیں۔ اور ان کی تعلیم کیونکر قابل تسلیم ہو سکتی ہے۔ اور کس طرح معقول سمجھی جا سکتی ہے ٭

یہی وجہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ آریہ صاحبان ویدک تعلیم کے صرف زبانی ہی گُن گاتے ہیں۔ اور باوجود مالدار اور تعلیم یافتہ قوم ہونے کے ویدوں کا ترجمہ پیش کرنے کی جرأت نہیں رکھتے۔ ورنہ اگر ویدوں میں کوئی معقول بات ہوتی۔ جو موجودہ ترقی یافتہ زمانہ میں قابل تسلیم ہوتی۔ تو آریوں جیسی قوم جو رائی کا پہاڑ بنا کر دکھلانے کی عادی ہے۔ کبھی کی کئی زبانوں میں ویدوں کے ترجمے شائع کر دیتی ٭

مسٹر گاندھی اپنے پیروؤں سے کیوں علیحدہ رکھے گئے

علی برادران اور دوسرے مسلمان لیڈروں پر جس الزام میں مقدمہ چل رہا ہے۔ وہ یہ ہے کہ انہوں نے فوجی ملازموں کو ملازمت ترک کرنے اور دوسروں کو یہ ملازمت اختیار نہ کرنے کی تحریک ایک ریزولیوشن کے ذریعہ کی ہے۔ اس بناء پر اگر گورنمنٹ کو مقدمہ چلانے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے تو سمجھ میں نہیں آتا۔ مسٹر گاندھی کو ان کے ساتھیوں سے کیوں الگ رکھا گیا ہے۔ جبکہ وہ بھی اسی فعل کا ارتکاب کر چکے ہیں۔ اور علی الاعلان اس کا اقرار بھی کر رہے ہیں۔ حال میں ترچناپلی میں تقریر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ:-

"اگر اس قسم کے الفاظ عوام کے روبرو یا فوج کے سپاہیوں کے روبرو کہنا جرم ہے۔ تو میں اس جلسہ کے حاضرین کو اور اس جلسہ کی وساطت سے گورنمنٹ کو مطلع کرتا ہوں۔ کہ میں نے اس جرم کا بارہا لاتعداد مرتبہ ارتکاب کیا ہے۔ میں یہ بھی کہتا ہوں کہ یہ کوئی نیا جرم نہیں ہے۔ میں نے ستمبر ۱۹۲۰ء میں اس کا عمداً ارتکاب کیا تھا۔ اور میرا تو کیا ذکر ہے۔ انڈین کانگریس امرکا کلکتہ اور ناگپور کے اجلاسوں میں ارتکاب کر چکی ہے۔ اگر کانگریس کے کارکن یا خود میں اب تک فوج کے سپاہیوں کے پاس یہ کہنے کے لئے نہیں گیا۔ تو اس کی وجہ یہ نہ سمجھئے۔ کہ میں یا کارکنان کانگریس اس کا ارادہ نہیں رکھتے۔ بلکہ اسے ہماری مصروفیت یا ناقابلیت کی دلیل سمجھنا چاہئیے"

(وکیل ۲۔ اکتوبر)

ایسا صاف اور واضح بیان دینے والے کے متعلق گورنمنٹ کا خاموش رہنا اور علی برادران وغیرہ پر مقدمہ چلانا ایسا طرز عمل ہے۔ کہ جب تک گورنمنٹ خود ہی اس کی وضاحت نہ کرے۔ سمجھنا مشکل ہے۔ کیا گورنمنٹ بتائیگی۔ کہ اس امتیاز کی کیا وجہ ہے اور کیوں مسٹر گاندھی اور علی برادران سے ایک سا سلوک نہیں روا رکھا گیا ٭

بات یہ ہے کہ جب کسی قوم کے اُلٹے دن آتے ہیں تو وہی باتیں جو دوسروں کے لئے کسی خطرہ و نقصان کا باعث نہیں ہوتیں۔ اس کے لئے تباہ کن بن جاتی ہیں۔ کاش! مسلمان سوچیں۔ کہ کیوں وہی ذلت وادبار۔ مشکلات اور مصائب کا ہدف بن رہے ہیں ٭

پرائے شگون میں اپنی ناک کٹانا

اخبارات کے ذریعہ معلوم ہوا ہے۔ کہ امرتسر اور بعض دیگر مقامات میں ایسے جلوس نکالے گئے ہیں۔ جنہیں کوٹ پتلون یعنی انگریزی لباس گدھوں کو پہنایا گیا۔ اس تصویری اعلان کے یہی معنے سمجھے جا سکتے ہیں۔ کہ یہ لباس گدھوں کا ہے یا گدھوں کے پہننے کے قابل ہے۔ لیکن ہر دو صورتوں میں جلوس نکالنے والوں نے انگریزوں کا تمسخر اڑایا ہے۔ اور ان کو گدھے سے تشبیہ دیکر ان کے خلاف حقارت کا جذبہ پیدا کیا ہے۔ یہ حرکت اگر صرف ہندوؤں یا سکھوں سے سرزد ہوتی۔ تو اس قدر قابل گرفت نہ تھی۔ مگر وائے برحال مسلمانان کہ پرائے شگون میں اپنی ناک کٹوائی۔ جوش میں اندھے ہو کر انگریزوں کو گدھا بنانے کی کوشش کی۔ مگر یہ نہ سوچا کہ "حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسلمین وارث تخت محمدی حافظ حرمین شریفین" کیا لباس پہنتے ہیں۔ اور آپ کے وزراء ممبران پارلیمنٹ اور عساکر سلطانیہ کیا لباس زیب تن کرتے ہیں۔ بلکہ یہ بھی نہ سوچا کہ مصطفےٰ کمال پاشا اور انگورا کے غازیوں کے کیا ملبوسات ہیں؟ پس مسلمان سوچیں کہ اگر انگریزی لباس پہننے والے گدھے ہیں تو یہ چوٹ کہاں تک پہنچتی ہے۔ کیونکہ ساری دنیا جانتی ہے۔ کہ سلطنت ٹرکی میں بادشاہ سے لیکر ادنیٰ مزدور تک سب کوٹ۔ پتلون۔ نکٹائی اور بوٹ استعمال کرتے ہیں۔ بلکہ کھانا پینا سب میز کرسیوں پر چھری کانٹے سے تناول کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ آئندہ یہ حرکت خلافت قسطنطنیہ کے

خطبہ جمعہ
مومن کا سفر

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

(فرمودہ ۳۰ ستمبر ۱۹۲۱ء)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

دو آدمی جب آپس میں ملتے ہیں تو انہیں بہت کچھ آپس میں سننا سنانا ہوتا ہے۔ اسی قانون کے ماتحت مجھے آپ لوگوں سے بہت کچھ سننا اور سنانا ہے۔ مگر چونکہ کل ہی میں یہاں پہنچا ہوں اور پانچ روز کے متواتر سفر کے بعد کوفت ہے اس لئے میں زیادہ نہیں بول سکتا۔ مگر مختصراً ایک بات بیان کرتا ہوں۔ جو سفر سے تعلق رکھتی ہے۔

انسان جن حالات سے گذرتا ہے ان کے مطابق مضامین بھی دماغ میں آتے ہیں۔ میں سفر سے آیا ہوں۔ اور سفر ہی کے متعلق حالات سناتا ہوں۔ لیکن وہ سفر دنیاوی نہیں اور نہ یہاں کا سفر ہے۔ اس سفر کا ذکر سورہ فاتحہ میں ہے۔ گو بہت ہیں جنہوں نے غور نہیں کیا حالانکہ وہ روزانہ پانچوں وقت متعدد بار پڑھتے ہیں۔ کم از کم ۳۲ دفعہ اور زیادہ سے زیادہ چالیس پچاس ساٹھ دفعہ۔ مگر کم ہیں جو اس سفر کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ جس کی طرف اس میں توجہ دلائی گئی ہے۔

کیا یہ عجیب بات نہیں کہ سب کام کو چھوڑ کر تاجر تجارت کو صناع صنعت کو مزدور مزدوری کو طالب علم سبق اور استاد پڑھانے کو چھوڑتا ہے اور وضو کرتا ہے۔ گویا سب کاموں سے قطع تعلق کرتا ہے۔ اور ایک خاص جگہ جاتا ہے۔ اور اپنے کانوں کی طرف اپنے ہاتھ لیجاتا ہے۔ اور اپنی توجہ کو ایک خاص طرف لگاتا ہے۔ یعنی اپنے خدا سے اپنا معاملہ درست کرتا ہے۔ اور اظہار کرتا ہے کہ میں اس سفر پر جا رہا ہوں۔ اور یہ میرا مقام نہیں۔ بلکہ میں مسافر ہوں۔ کیا ایک سورۃ فاتحہ کے پڑھنے والا یہ نہیں کہتا کہ اھدنا الصراط المستقیم۔ میں مسافر ہوں۔ اور اپنے گھر کی طرف جا رہا ہوں۔ مجھے سیدھا رستہ بتایا جائے میرا گھر یہ نہیں۔ بلکہ اور جگہ ہے۔ ایسا نہ ہو کہ میں غلطی سے ایسے رستہ پر چل پڑوں کہ گھر کی بجائے تاریکیوں کے گڑھوں میں پڑ جاؤں۔ پھر کہتا ہے صراط الذین انعمت علیھم ایک شخص آرام سے سفر طے کرتا ہے۔ مگر جس غرض کے لئے سفر کرتا ہے اس میں وہ کامیاب نہیں ہو سکتا کیونکہ دوران سفر کے آرام کو کوئی نہیں پوچھیگا بلکہ سفر کے نتیجہ کو پوچھیگا۔

سفر مختلف اغراض کے ماتحت کئے جاتے ہیں کوئی صحت کے لئے کوئی تجارت کے لئے کوئی ملازمت یا تعلیم کے لئے کوئی تبلیغ کیلئے وغیرہ وغیرہ اگر ان اغراض میں سے کسی غرض کے لئے بھی سفر کیا گیا ہو اور وہ پوری نہوئی ہو۔ تو گھر میں گھسنا مصیبت ہو جاتا ہے۔ خالی ہاتھ مسافر خود کہتا ہے کہ جب گھر جاؤنگا تو گھر والوں کو کیا منہ دکھاؤنگا۔ یہ نکتہ پٹھان کوٹ کے سٹیشن پر معلوم ہوا۔ وہاں ایک ہندو سٹیشن ماسٹر تھے۔ میں وہاں حضرت خلیفہ اولؓ کے وقت میں صحت کی ہی غرض سے گیا تھا۔ اس سٹیشن ماسٹر کو شکار کا شوق تھا۔ بندوق لیکر وہ بھی ہمارے ساتھ چل پڑا اس نے ایک فاختہ ماری۔ میں نے کہا کہ یونہی ضائع جائیگی۔ اس نے کہا کہ نہیں اس میں کچھ حکمت ہے۔ کئی دفعہ انسان شکار کے لئے نکلتا ہے اور کوئی چھوٹا یا بڑا شکار نہیں ملتا۔ چونکہ بچے گھر میں منتظر ہوتے ہیں۔ کہ ہم شکار لائینگے اس لئے جب واپس جاتے ہیں تو وہ پوچھتے ہیں کہ کیا لائے تو کچھ بھی پاس نہونے کی صورت میں ان کے دل کو صدمہ پہنچتا ہے۔ اس لئے میرا قاعدہ ہے کہ پہلے کچھ نہ کچھ ضرور شکار کر لیتا ہوں تا کہ جب گھر جاؤں اور بچے پوچھیں تو ان کو کہدوں کہ یہ شکار ہے چونکہ اس کو محض اپنے بچوں ہی کی خوشی مدنظر تھی۔ اس لئے یہ کہا مگر اس سے ہمیں ایک نکتہ معلوم ہو گیا کہ ہم جو دنیا میں ایک حالت سفر میں ہیں۔ اگر ہم اپنے گھر میں خالی ہاتھ جائیں تو ان لوگوں کو جو ہمارے منتظر ہیں ان کو کیسی مایوسی ہوگی۔ قرآن کریم میں آتا ہے الحقنا بھم ذریتھم جو لوگ نیک کام کرینگے اس کی جزا ان کی اولاد کو بھی ملیگی۔

جس طرح سفر سے واپس آنے پر بچے مجھ سے پوچھتے ہیں کیا لائے ہو وہاں یہی سوال ہوگا کہ ہم نے تو جو کچھ کرنا تھا کر چکے تھے۔ اب ہمیں امید تھی کہ ہمارا بیٹا بھائی بہن۔ خاوند ہمارے لئے کچھ لائینگے۔ جس سے ہمارے روحانی مدارج میں ترقی ہوگی۔ اسلئے حضرت مومن یہی نہیں کہتا کہ اھدنا الصراط المستقیم۔ کہ راستہ صاف اور سیدھا ملے اور امن سے ختم ہو۔ کیونکہ گھر میں جانے پر یہی نہیں پوچھا جاتا کہ آپ کا سفر کیسا ختم ہوا بلکہ سوال ہوتا ہے کیا لائے۔ اس لئے ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے صراط الذین انعمت علیھم ان لوگوں کی راہ پر چلا جو کچھ کما کر لائے۔ اور خالی ہاتھ اپنی منزل مقصود پر نہیں پہنچے۔ پھر بہت لوگ کماتے بھی ہیں مگر یا تو راستہ گم کر دیتے ہیں۔ یا نعمت کو کھو دیتے ہیں۔ اس لئے سکھایا کہ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کہ کہیں نہ تو ہم راستہ میں ہی بھٹک جائیں نہ ان انعامات کو ضائع کریں۔

لیکن بہت لوگ ہیں جو طوطے کی طرح پڑھتے ہیں۔ اور بار بار اقرار کرنے کے باوجود کہ ہم مسافر ہیں۔ اپنے آپ کو مسافر نہیں سمجھتے حالانکہ یہاں کا آرام کوئی چیز نہیں دراصل آرام اور راحت وہ ہے جو انجام کار ملتا ہے۔ جو شخص ایسا نہیں کرتا۔ بلکہ اس دنیا کو مسافر خانہ کی بجائے اپنا گھر ہی سمجھتا ہے۔ اور اصل گھر کی فکر نہیں کرتا نہ یہ سوچتا ہے کہ وہاں کیا لیجائیگا۔ وہ خسران اور حرمان کے سوا کچھ نہیں پائیگا۔ راستہ کا آرام اچھی چیز ہے مگر یہی اصل چیز نہیں۔ مومن کو چاہئے کہ سورۃ فاتحہ کو مدنظر رکھے۔ وہ سیدھا راستہ بھی مانگے اور انعام یافتوں والا بھی ایسا نہو کہ وہ مغضوب علیھم اور ضال میں شامل ہو جائے۔ وہ نہ گم کردہ راہ ہو نہ انعام کو ضائع کرے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے تھے۔ کہ آپ کے والد صاحب کا قاعدہ تھا کہ ایک موسم میں خاص مقدار میں غرباء میں غلہ اور نقدی تقسیم کرتے ایک شخص بٹالے کا بھی آیا کرتا تھا اسکو آپ نے ایک دفعہ چنے اور کچھ پیسے دئے۔ وہ چنوں کا بڑا حصہ راستہ ہی میں ختم کر گیا۔ حالانکہ جو کچھ اس کو ملا تھا۔ وہ گھر کے لئے تھا۔

یہ مت خیال کرو کہ جیسے جس طرح یہاں غربی مسکینی ہیں

گذارہ ہو جاتا ہے وہاں بھی ایسا ہی کرینگے۔ تنگی ترشی میں گذارہ کر لینگے۔ خدا تعالےٰ کے پاس کوئی ایسی جگہ نہیں وہاں یا تو انعام یافتوں میں رہنا ہے یا شیطان کے ساتھ جہنم میں داخل ہونا ہے۔ لوگوں نے اعراف بنا رکھا تھا لیکن حضرت مسیح موعودؑ نے وہ بھی نہ رہنے دیا بلکہ بتا دیا کہ وہ درمیانی درجے کے لوگوں کیلئے نہیں بلکہ بہت ہی اعلیٰ درجہ کے لوگوں کا مقام ہے اور جنت ہی کا اعلیٰ حصہ ہے۔ پس وہاں روکھی سوکھی والوں کا گذارہ نہیں۔ ایک انسان وہاں یا تو خدا کا مہمان ہوگا۔ یا اسکو جیل میں رہنا ہوگا۔ حیرت کا مقام ہے کہ ایک شخص پچاس دفعہ کہتا ہے کہ میں مسافر ہوں اور ایک دفعہ بھی اسپر غور نہیں کرتا۔ کیا اسکی یہی مثال نہیں کہ وہ اپنے آپ جھوٹ موٹ کہتا ہے کہ میں نوکر ہوں اور وہ کوئی نوکر نہیں کیا اسکا انجام اچھا ہوگا۔

اللہ تعالےٰ نے ہمیں اسپر غور کرنے اور عمل کرنے کی توفیق دے ہم اپنے آپ کو مسافر سمجھیں اور آخرت کے لئے کچھ کما کر لیجائیں تا خدا کے غضب سے بچیں۔

بہائی مذہب امریکہ میں

(۱)

ابتدا اس ملک میں بہائی مذہب کے خیالات ابتداءً ایک تاجر نے پھیلائے۔ جو اصلاً ایرانی تھا اور شہر شکاگو میں اسکی تجارتی دکان تھی۔ اُس نے چند لیکچر دیئے۔ اور کتابیں شائع کیں اور جن لوگوں کو اس کے خیالات پسندیدہ معلوم ہوئے انہوں نے دوسرے شہروں میں اسکے لیکچر کرائے۔ اور اسطرح رفتہ رفتہ ترقی ہوتی گئی۔ پھر سفیر ایرانی جو اس ملک میں آیا۔ اور اب تک ہے۔ اس کے ذریعہ سے بہائی جماعت کو بہت سی تقویت ملی اور کئی ایک ذی اثر متموں لوگ اس جماعت میں داخل ہوئے۔ بہائی جماعت کے موجودہ لیڈر عبد البہاء خود بھی اس ملک میں آئے۔ اور متفرق شہروں میں انکے وعظ ہوئے۔ لوگوں نے انکو وسیع الاخلاق منکسار۔ اور سب کا خیر خواہ اور مطابق حال زمانہ سمجھ کر اُن کی بہت تعریف کی اور ان کی جماعت میں شامل ہوئے۔

ترقی جماعت کے اسباب میرے خیال میں اس جماعت کے ممبروں کی تعداد اسواسطے بڑھ رہی ہے کہ اسمیں داخل ہونیکے واسطے کوئی پابندی اور قیود عملی نہیں لگائی جاتیں اور باہمی برادرانہ ہمدردی کا بہت اظہار کیا جاتا ہے اسواسطے جو لوگ کہ پادریوں کی تنگ خیالی سے تنگ آچکے ہیں۔ اور مسیحی مذہب سے اندرونی طور پر الگ ہوکر آزادانہ خیال کے لوگ ہیں۔ وہ ایک ہمدردانہ سوسائٹی سمجھ کر اسمیں داخل ہو جاتے ہیں۔ اور رفتہ رفتہ تعلقات کی زنجیریں انکو اسمیں راسخ اور مقید کر دیتی ہیں۔ ایک عیسائی کو کہا جاتا ہے۔ کہ بہائی ہونے کیواسطے عیسائیت چھوڑنا لازمی نہیں۔ آپ بیشک گرجے جایا کریں۔ نام تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں۔ بہائیوں کی فہرست کہیں شائع نہیں کیجاتی۔ صرف ایک ہفتہ وار جلسہ ہی جوایت وار یا کسی اور دن کیا جا سکتا ہے۔ دنیا کے سیاسی اور تمدنی خیالات میں جو خیال عام مقبول ہو اسی کو بہائی جماعت کی رائے کر کے شائع کیا جاتا ہے۔ چنانچہ انکے ایک سرکلر میں شائع ہوا ہے۔

فرقہ بہائی کے اصول یہ ہیں۔

کہ مرد و عورت کے حقوق مساوی ہیں۔

تعدد ازدواج ناجائز ہے۔ ایک عورت چاہیئے

جنگ بالکل نہیں ہونی چاہیئے۔ فیصلہ کے لئے بین الاقوام کی کورٹ ہونی چاہیئے۔

ایک مرکزی زبان ہونی چاہیئے۔ جو سردست اسپرانٹو ہے

انبیاء خدا کے مظہر ہوتے ہیں۔ عیسیٰ بھی مظہر تھا۔

سب سے بڑا مظہر بہاء اللہ ہے۔

یہ ایسی باتیں ہیں۔ جو بظاہر لوگوں کو اچھی لگتی ہیں اور چونکہ داخلہ کے واسطے کوئی پابندی ضروری نہیں اسواسطے لوگ آسانی سے داخل ہو جاتے ہیں۔

تعداد امریکہ میں چار بہائی رسالے ہیں سب ماہوار ہیں قریب ایک سو چھوٹی موٹی کتابیں اور رسالے شائع ہو چکے ہیں قریبا پچاس **مقامات** ہیں جن میں ہفتہ وار جلسے ہوتے ہیں کل تعداد کئی ہزار بتلائی جاتی ہے۔ ابھی تک کوئی ٹھیک پتہ نہیں۔ والسلام محمد صادق
از امریکہ

ایک احمدی بزرگ صحابی مسیح موعودؑ کا انتقال

مولوی رئیس الدین صاحب ساکن ناگر گاؤں ضلع میمن سنگھ رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ تمام احمدی جماعتوں سے درخواست ہے کہ مرحوم کا جنازہ غائب پڑھیں مرحوم احمدی سلسلہ کے اولیاء اللہ میں سے تھے۔ حضور اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کرنے والوں میں شامل تھے۔ اپنے احمدی ہونے کا واقعہ جو مرحوم نے مجھے سنایا تھا۔ مختصر یوں ہے کہ آپ برہما کے ایک گاؤں میں پوسٹ ماسٹر تھے اور اس گاؤں کی مسجد کے متولی بھی۔

اتفاقاً دو پنجابی سپاہی احمدی اس مسجد میں نماز کیلئے پہنچ گئے۔ بعد نماز ان احمدی سپاہیوں نے امام مسجد اور متولی یعنی مرحوم مولوی رئیس الدین صاحب کو تبلیغ شروع کی۔ متولی صاحب کو غصہ آیا اور احمدی سپاہیوں کو دھکے دیکر مسجد سے نکال دیا۔ دوسرے روز دونوں احمدی سپاہی متولی صاحب کے پاس پہنچے اور بڑے ادب سے عرض کیا کہ جناب نے کل ہم کو بغیر ہماری بات سنے مسجد سے نکال دیا۔ ذرہ یہ چند رسالے تو ملاحظہ فرمائیں متولی صاحب اور امام مسجد جو ایک وہابی مولوی تھے۔ دونوں نے جب وہ رسالے دیکھے تو دلائل سے بہت متاثر ہوئے متولی صاحب مولوی صاحب مذکور سے دلائل اور حوالجات کے متعلق پوچھتے جاتے تھے اور مولوی صاحب ان کی صحت کا اقرار کرتے جاتے تھے۔ اس پر شوق بڑھا پھر اور کتابیں منگائیں اور مولوی صاحب کی مدد سے ملاحظہ کرتے رہے۔ آخر مولوی صاحب تو کہیں بھاگ گئے مگر متولی صاحب یعنی مرحوم مولوی رئیس الدین لبیک کنان دربار مسیح موعودؑ میں قادیان حاضر ہوگئے اور پندرہ دن قیام کر کے اور حضور مسیح موعودؑ کے دست مبارک پر شرف بیعت حاصل کر کے واپس وطن پہنچے اور ایک زمانہ تک خاموش رہے۔ کہ اچانک مولٰنا سید عبد الواحد صاحب نے برہمن بڑیہ میں کھڑے ہو کر بشارت مسیح موعودؑ کی صدا بلند کی۔ ایک شور پڑ گیا۔ مرحوم مولوی رئیس الدین نے بھی تبلیغ شروع کی اور خدا کے فضل سے اپنے گاؤں اور اسکے نواح میں ایک اچھی جماعت قائم کر لی۔

ان واقعات میں خدا کی قدرت کا ایک عجیب نظارہ ہے کہ کسطرح دور دراز ملک کے ایک گاؤں میں خدا تعالےٰ نے ایک

جوازِ سُود کے لئے سعی ناکام

(۱)

اس سے بڑھ کر مسلمانوں کی اور کیا بدقسمتی ہو سکتی ہے کہ ان کے ذلت و نکبت سے نکلنے کے جو طریق بتائے اور پیش کئے جاتے ہیں۔ وہ اسلام کے قطعاً خلاف ہونے کی وجہ سے دراصل اور زیادہ قعر مذلت میں گرانے اور تباہ و برباد کرنے والے ہیں۔ اسی قسم کی ایک کوشش حال ہی میں ایک صاحب سید طفیل احمد صاحب متوطن منگلور (ضلع سہارنپور) نے ایک کتاب "مسئلہ سود اور مسلمانوں کا مستقبل" کے نام سے لکھ کر کی ہے۔ مصنف نے علاوہ قرآن کریم و احادیث و خلفاء کے اقوال کے موجودہ زمانہ کے بعض ایسے لوگوں کے اقوال سے بھی جو ان کے زعم میں علماء ہیں۔ یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اسلام میں سُود جائز ہے۔ مگر کتاب کو تھوڑی سی گہری نظر سے دیکھنے والا بھی معلوم کر سکتا ہے کہ کس طرح انہوں نے قرآن کریم کی آیات کے معنے بدل کر اور احادیث کو ان کے منطوق سے پھیر کر مسئلہ سُود کو جائز ٹھہرانے کی ناکام کوشش کی ہے۔

چونکہ یہ ایک نہایت خطرناک جرأت اور مسلمانوں کے لئے جو پہلے ہی بربادی کے کنارے پہنچ چکے ہیں۔ تباہ کن تحریک ہے۔ اسلئے تفصیل کے ساتھ اس کا رد کیا جاتا ہے۔ اگرچہ مضمون کسی قدر طویل ہو گیا ہے۔ جو کئی نمبروں میں ختم ہو گا۔ لیکن اس کی اہمیت متقاضی ہے کہ ناظرین غور سے پڑھیں ٭

کیا ابتدائے اسلام سے مسئلہ سُود غیر منفصل رہا

مصنف اپنی کتاب کو حضرت عمر کے قول خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الدنیا وما سالناہ عن الربا سے شروع کرتے ہوئے اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ مسلمانوں میں ابتداء اسلام سے مسئلہ سود غیر منفصل رہا۔ اور حضرت عمر جیسے جلیل القدر صحابی بھی اسکو نہ سمجھ سکے۔ اور باقی صحابہ پر بھی یہ مسئلہ مشتبہ رہا۔ جس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آیات ربوا کے نزول کے نو دن بعد فوت ہو گئے۔" ...... مگر اس بات میں انکو سخت دھوکا لگا ہے۔ کہ حضرت عمر جیسا شخص بھی اس مسئلہ میں متردد رہا۔ اور باقی صحابہ پر بھی یہ مسئلہ واضح نہ ہوا۔ اس کے متعلق مندرجہ ذیل امور قابل توجہ ہیں:۔

اوّل یہ ناممکن ہے کہ سُود سے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں بڑی سختی سے روکے۔ اور یہاں تک اس کے متعلق فرمائے فاذنوا بحرب من اللہ۔ اگر تم اس سے نہ رکے۔ تو خدا اور اس کے رسول سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ مگر پھر بھی صحابہ پر یہ مسئلہ مشتبہ ہی رہا ہو۔ اور حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر انسان بھی اس مسئلہ میں شک کرتے رہے ہوں۔

دوم۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آیات کے نزول کے بعد حجۃ الوداع کیا۔ اور وہاں ایک خطبہ پڑھا جسمیں فرمایا:۔ الا کل ربا من ربا الجاھلیۃ موضوع لکم رؤس اموالکم لا تظلمون ولا تظلمون الا وان کل دم من دم الجاھلیۃ موضوع واول دم اضع عنہا دم الحارث بن عبد المطلب .... قال اللھم ھل بلغت قالوا نعم ثلاث مرات قال اللھم اشھد ثلاث مرات۔ کہ خبردار ہر ایک ربا جاہلیت کے رباؤں سے موقوف ہے۔ تمہارے لئے صرف تمہارے اصلی مال ہیں۔ نہ تم ظلم کرو۔ اور نہ ہی تم پر ظلم کیا جائے۔ خبردار ہر خون جاہلیت کے خونوں میں سے موقوف ہے۔ اور پہلا خون جس کو میں موقوف کرتا ہوں وہ حارث بن عبد المطلب کا خون ہے پھر آپؐ نے فرمایا کیا یہ پیغام پہنچا دیا ہے۔ تمام حاضرین نے کہا۔ ہاں یا رسول اللہ۔ اسی طرح آپ نے تین دفعہ فرمایا اور تین ہی دفعہ صحابہ نے اقرار کیا۔ پھر آپ نے فرمایا اے خدا تو اس امر پر شاہد رہ کہ میں نے یہ پیغام پہنچا دیا۔ یہ بھی تین دفعہ کہا۔ اب دیکھو اتنے بڑے مجمع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صاف اور کھلے لفظوں میں اعلان فرماتے ہیں اور نہ صرف اعلان فرماتے ہیں۔ بلکہ حاضرین سے اس کا تین دفعہ اقرار بھی کراتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے سید طفیل احمد صاحب کہتے ہیں۔ صحابہ میں یہ مسئلہ مشتبہ ہی رہا۔ میں کہتا ہوں۔ اگر صحابہ میں یہ مسئلہ مشتبہ تھا۔ تو کیوں انہوں نے تین دفعہ اقرار کرنے کی بجائے یہ نہ کہدیا۔ کہ یا رسول یہ مسئلہ ابھی مشتبہ ہے طرفہ یہ کہ مصنف صاحب یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ نبی کریمؐ کو وقت ہی نہ ملا کہ آپ مسئلہ سُود کو صحابہ میں واضح کر جاتے۔ حالانکہ اس کے حل کرنے میں برسوں کی ضرورت نہ تھی۔ یہ تو فوراً سمجھایا جا سکتا تھا۔ سو ہزار ہا کے مجمع کو مخاطب کر کے رسول کریم کا فرمانا اور صحابہ کا تین دفعہ اقرار کرنا صاف طور پر بتلا رہا ہے کہ صحابہ اس مسئلہ کو خوب سمجھ گئے تھے ٭

سوم یہ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس مسئلہ کے متعلق اسقدر سختی کی ہے۔ کہ حدیث میں آتا ہے لعن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اٰکل الربوا وموکلہ وشاھدہ وکاتبہ۔ لعنت کی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سُود کے کھانے والے اور کھلانے والے اور اس کے گواہ اور اس کے لکھ کر دینے والے پر۔ کیا اتنا زور ایک ایسی بات پر دیا گیا۔ جس کے جائز و ناجائز ہونے کا تصفیہ ہی نہیں ہوا تھا ٭

چہارم یہ کہ ابتداء اسلام سے صحابہ کا طرز عمل ترک سُود رہا ہے۔ اگر اشتباہ ہوتا۔ تو کبھی سُود لینے کی صورت اختیار کرتے اور کبھی دوسری۔ مگر صحابہ کا اور تمام صحابہ کا علی الدوام ترک سُود پر عمل اس بات کی دلیل ہے۔ کہ صحابہ کو اس میں کسی قسم کا اشتباہ نہ تھا ٭

پنجم یہ کہ صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ عن ابن جندب رض قال قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم رایت اللیلۃ رجلین اتیانی فاخرجانی الی ارض مقدسۃ فانطلقنا حتی اتینا علی نھر من دم فیہ رجل قائم وعلی وسط النھر رجل بین یدیہ حجارۃ فاقبل الرجل الذی فی النھر فاذا اراد ان یخرج رمی الرجل بحجر فی فیہ فیرجع کما کان فقلت

ماھذا فقال الذی درایتہ فی النھر اکل الربا۔

ششم یہ کہ قرآن شریف میں صاف طور پر آیا ہے۔ یاایھا الذین امنوا لاتاکلوا الربوا اضعافا مضاعفۃ ۔ اے مومنو! تم سُود بڑھ چڑھ کر نہ کھاؤ ؂

میں نہیں سمجھ سکتا کہ ان بین دلائل کے ہوتے ہوئے کس طرح کوئی کہہ سکتا ہے کہ مسئلہ سود صحابہ میں مشتبہ تھا باقی رہا حضرت عمرؓ قول ۔ اسکے معنے تو یہ ہیں کہ سُود کا مسئلہ ایسا واضح اور روشن تھا کہ ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق مزید پوچھنے کی حاجت نہ رہی ۔ چنانچہ ابن ماجہ میں آپکا قول اس طرح درج ہے ۔ ان اٰخرما نزلت اٰیۃ الربا وان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبض ولم یفسرلنا فدعوا الربا والریبۃ یعنی حضرت عمر کہتے ہیں کہ آخری آیت جو اتری تو وہ ربا کی تھی اور رسول اللہ وفات پاگئے ۔ مگر ہمارے لئے تفسیر نہیں کی۔ تم ربا اور شک کو چھوڑ دو ۔ اگر اس کے یہ معنے ہوتے کہ ہم کو ربا کا اچھی طرح علم نہیں ہوا تو یہ کس طرح وہ کہہ سکتے تھے کہ تم سود چھوڑ دو بلکہ ان کا یہ کہنا صاف بتلاتا ہے کہ یہ احکام ایسے واضح ہو گئے تھے کہ اور تفسیر کی حاجت ہی نہیں رہی تھی ۔ چنانچہ انہی معنوں کی تصدیق صاحب مجمع بحار الانوار بھی کرتا ہے چنانچہ لکھا ہے ۔ ان اٰخرما نزلت اٰیۃ الربا فدعوا الربا والریبۃ وھی الذین یاکلون الربوا لایقومون الاکما یقوم الذی یتخبطہ الشیطان الاٰیۃ فھی غیر منسوخۃ ولا مشتبھۃ فلذا لم یفسرلنا النبی صلعم فاترکوا الحیلۃ فی حلھا وھی المراد بالریبۃ (ترجمہ) تحقیق آخری آیۃ جو اتری ۔ تو وہ سُود کی آیت تھی ۔ پس چھوڑ دو سُود کو اور شک کو اور وہ آیت یہ ہے ۔ کہ جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ نہیں کھڑے ہوتے ۔ مگر اس شخص کے کھڑے ہونے کی طرح جس کو کہ شیطان مخبوط الحواس کر دیتا ہے ۔ یہ آیۃ منسوخ نہیں ہے ۔ اور نہ ہی اس میں کسی قسم کا اشتباہ ہے ۔ پس اسو جہ سے ہی آنحضرت صلعم نے اسکی ہمارے آگے تفسیر نہیں کی ۔ پس تم سُود کے حلال کرنے میں حیلہ بازی کو چھوڑ دو اور یہی شک سے مُراد ہے ۔

مصنف کتاب مذکور نے اس بات کی تائید میں کہ سُود کا مسئلہ مشتبہ رہا ۔ یہ بھی لکھا ہے ۔ آیات ربوا کے نو دن کے بعد رسول کریم فوت ہو گئے ۔ میں پوچھتا ہوں کہ نو دن تو تقریباً آپ بیمار رہے ہیں ...... پھر آپ نے ان آیات کے بعد حجۃ الوداع وغیرہ کس طرح کیا ۔ پس یہ بالکل غلط ہے ۔ کہ ربوا کی آیت بالکل آخری وقت میں اتری ۔ باقی ۔ (مولوی ظہور حسین (مولوی فاضل) قادیان دار الامان

آٹے کے متعلق اعلان

اخبار الفضل مورخہ ۲۹/۹ و ۱۵/۱۰ کے پرچوں میں آٹے کے وعدے درج کر چکا ہوں ۔ اب بقیہ وعدے جو مورخہ ۲۰/۱۰ تک مجھے معلوم ہو چکے ہیں ۔ درج کرتا ہوں ۔ اور ساتھ ہی تمام احباب کی خدمت میں یہ گذارش کرتا ہوں ۔ کہ جس وقت آٹے کے متعلق پہلا اعلان ہوا تھا ۔ اسوقت آٹے کا بھاؤ ۵ ثار فی روپیہ تھا ۔ اس لئے ایک من کی قیمت آٹھ روپیہ اندازہ کی گئی ۔ اور ہر صاحب جنہوں نے آٹھ روپیہ ارسال کئے ۔ ان کی طرف سے ایک حصہ کا اعلان کیا گیا ۔ مگر اسوقت بھاؤ پونے چار ثار فی روپیہ ہے ۔ یعنی پونے گیارہ روپیہ فی من بھاؤ ہے ۔ اس لئے ۶۰۰ من آٹے گندم پر کم سے کم چھ ہزار چار سو روپیہ خرچ آویگا ۔ اس حساب سے آج کی فہرست کے وعدے ملا کر بھی ابھی آٹے کے لئے ایک ہزار روپیہ کے اور وعدے درکار ہیں ۔ میں امید کرتا ہوں کہ احباب پوری توجہ فرما کر آٹے کی رقم پوری فرما دینگے ۔ اور علاوہ اجر و ثواب کے حضرت اقدس خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معیت کی برکت سے بھی مستفید ہونگے ۔ میں احباب کے خطوط کا منتظر ہوں ۔ اللہ تعالیٰ ہمارے احباب کے دلوں میں وسعت اور مالوں میں برکت عطا فرمائے آمین ثم آمین ؂

سید محمد اسحٰق ۔ افسر جلسہ سالانہ

نمبر شمار	نام وعدہ کنندہ	مقام	تعداد حصص	رقم	کیفیت
۱	منشی محمد اسمٰعیل صاحب سیکرٹری	فیروزپور	۲	[illegible]	
۲	مرزا سلطان احمد صاحب	قصور	۲	[illegible]	
۳	منشی اکبر علی صاحب	"	۲	[illegible]	
۴	منشی گلاب الدین صاحب	"	۱	[illegible]	
۵	منشی ہدایت اللہ صاحب	قصور	۱	[illegible]	
۶	مولوی غلام اکبر خان صاحب	حیدرآباد	۵	[illegible]	پہلے [illegible] دے چکے ہیں
۷	سیٹھ محمد غوث صاحب	"	۵	[illegible]	پہلے [illegible] دے چکے ہیں
۸	مولوی عبد الحمید صاحب حیدرآباد	"	۱۰	[illegible]	
۹	سیٹھ عبد اللہ بھائی الہ دین	"	۲۰	[illegible]	
۱۰	شیخ فضل کریم صاحب	"	۴	[illegible]	پہلے [illegible] دے چکے ہیں
۱۱	حافظ عبد العلی صاحب وکیل	"	۵	[illegible]	
۱۲	سیٹھ الہ دین صاحب	"	۹	[illegible]	
۱۳	سیٹھ ابراہیم غلام حسین صاحب	"	۲	[illegible]	
۱۴	سید بشارت احمد صاحب	"	۵	[illegible]	
۱۵	میر سعادت علی صاحب	"	۵	[illegible]	
۱۶	سید جعفر صاحب	"	۱	[illegible]	
۱۷	خالد بینرجی صاحب	"	۱	[illegible]	
۱۸	سیٹھ فاضل الہ دین صاحب	"	۱	[illegible]	
۱۹	عبد الغفور صاحب	"	۴	[illegible]	
۲۰	قاضی عبد الکریم صاحب	"	۱	[illegible]	
۲۱	ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب	[illegible]	۲	[illegible]	
۲۲	[illegible] الدین صاحب	[illegible] پور	½	[illegible]	پہلے [illegible] دے چکے ہیں
۲۳	شیخ فضل حق صاحب	بٹالہ	۱	[illegible]	
۲۴	میاں محمد شریف صاحب ای اے سی	امرتسر	۴	[illegible]	
۲۵	حکیم غلام غوث صاحب	"	۳	[illegible]	
۲۶	شاہ عالم صاحب ہیڈ کلرک	جہلم	۱	[illegible]	
۲۷	شیخ محمد حسین صاحب انسپکٹر	امرتسر	۲	[illegible]	
۲۸	ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب	"	۵	[illegible]	
۲۹	مستری محمد عبد اللہ صاحب	راولپنڈی	۱	[illegible]	
۳۰	ملک عزیز احمد صاحب	"	۱	[illegible]	
۳۱	منشی نور الدین صاحب	"	۱	[illegible]	
۳۲	محمد فیروز خان صاحب [illegible]	ڈلہوزی	۱	[illegible]	
۳۳	جماعت قلعہ صوبا سنگھ	صوبا سنگھ	۴	[illegible]	
۳۴	ڈپٹی آصف زمان صاحب	گورکھپور	۳	[illegible]	
۳۵	راجہ [illegible] حسین خان صاحب	شاہ آباد	۱½	[illegible]	
۳۶	ماسٹر خیر الدین صاحب	بالا گھاٹ	۲	[illegible]	
۳۷	ڈاکٹر محمد اشفاق صاحب	حصار	۱	[illegible]	
۳۸	مولوی غلام رسول صاحب [illegible]	لاہور	۱	[illegible]	

نمبر شمار	نام وعدہ کنندہ	پتہ	تعداد حصص	رقم	کیفیت
۳۹	ڈاکٹر یعقوب خان صاحب اسسٹنٹ سرجن	راولپنڈی	۲½	ضہ	
۴۰	میاں قدرت اللہ صاحب سنوری	سنور	۲	عہ	
۴۱	جماعت احمدیہ پشاور	پشاور	۵	للعہ	
۴۲	شیخ عبد الرشید بٹالوی	بٹالہ	۱	سے	
۴۳	مولوی عمر الدین صاحب	صریح	۱	سے	
۴۴	مولوی عبد الحلیم صاحب	کٹک	۱½	لعہ	
۴۵	جماعت دوالمیال	دوالمیال	۳	للعہ	
۴۶	فضل کریم صاحب اسٹیشن ماسٹر	ماڑی انڈس	۱	نعہ	
۴۷	سید محمد عقیل صاحب	جالندھر چھاؤنی	۲	عہ	
۴۸	غلام محی الدین صاحب	ڈیرہ بابا نانک	۲	عہ	
۴۹	منشی عبد العزیز صاحب اوجلوی	اوجلہ	۲	عہ	
۵۰	خواجہ محمد حیات صاحب	کوہاٹ	۱	سے	
۵۱	شیخ الٰہ بخش صاحب	"	۱	سے	
۵۲	ڈاکٹر امیر الدین صاحب	امرتسر	۱	سے	
۵۳	ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب	کوہاٹ	۱	سے	
۵۴	جماعت احمدیہ سمبڑیال	سمبڑیال	۳	للعہ	
۵۵	شیخ سوداگر صاحب	قصور	۲	عہ	
۵۶	شیخ الٰہ بخش صاحب	"	۱	سے	
۵۷	شیخ چراغ الدین صاحب	"	۱	سے	
۵۸	میاں شہاب الدین صاحب	للیانی	۱	سے	
۵۹	سید عبد المجید صاحب	منصوری	۲½	ضہ	ضہ پہلے دے چکے ہیں
۶۰	حکیم تاج الدین صاحب	ماہل پور	۱	سے	
۶۱	بابو دلدار حسین صاحب	"	۱	سے	
۶۲	منشی عبد الکریم صاحب	بٹالہ	۱	سے	
۶۳	شیخ قطب الدین صاحب	چٹیار	۲½	عسہ	
۶۴	سعد محمد بانو صاحب	بٹالہ	۱	سے	
۶۵	عنایت اللہ خان صاحب سکرٹری	کنجاہ	۱	سے	
۶۶	جماعت سہارنپور	سہارنپور	۱	سے	
۶۷	بابو عبد العزیز صاحب رسالپور	رسالپور	۱	سے	
۶۸	شیخ محمد اسلم صاحب	"	۱	سے	
۶۹	محمد عبد اللہ صاحب سکرٹری	نوشہرہ	۱	سے	
۷۰	محمد شفیع صاحب اور سیر	ضلع میانوالی	۲	عہ	
۷۱	ای عبد القادر صاحب	ملیبار	۱	سے	
۷۲	ایم۔ ایل مریکار صاحب	"	۱	سے	
۷۳	چوہدری مبارک علی صاحب	پاڑہ چنار	۱	سے	
۷۴	حکیم محمد قاسم صاحب	لالہ موسیٰ	۱	سے	
۷۵	ڈاکٹر معراج الدین صاحب	امرتسر	۲	عہ	
۷۶	جماعت احمدیہ لاہور	لاہور	۲۸	۲۲۵	یہ پہلی قسط ہے
۷۷	جماعت گوجرانوالہ	گوجرانوالہ	۶½	۵۱	یہ پہلی قسط ہے
۷۸	جماعت شاہدرہ	شاہدرہ	۲½	۲۰	
۷۹	جماعت امرتسر	امرتسر	۱۱½	۹۱	
۸۰	عبد الغفور صاحب	جودھپور	۱	سے	
۸۱	شیخ فضل احمد صاحب	راولپنڈی	۵	۴۰	
۸۲	اہلیہ " " "	"	۱	سے	
۸۳	اہلیہ بابو عبد الغنی صاحب اور سیر	"	۱	سے	
۸۴	چوہدری نظام صاحب	کاٹھگڑھی	۱	سے	
۸۵	چوہدری جھنڈا صاحب	"	۱	سے	
۸۶	چوہدری سراج الدین صاحب	"	۱	سے	
۸۷	چوہدری امام الدین صاحب	"	۱	سے	
۸۸	" ملکی صاحب	"	۱	سے	
۸۹	" بھاول خان صاحب	"	۱	سے	
۹۰	" امیر الدین صاحب	"	۱	سے	
۹۱	مولوی عبد العزیز صاحب	"	۱	سے	
۹۲	منشی عبد القیوم صاحب	"	۱	سے	
۹۳	شیخ امیر الدین صاحب	پانڈوکی	۱	سے	
۹۴	ملک کریم بخش صاحب	متوکی	۱	سے	
۹۵	انجمن وزیرستان	وزیرستان	۱۴½	۱۱۶	
۹۶	ڈاکٹر فضل کریم صاحب	کوہاٹ	۲	عہ	
۹۷	بابو عطا محمد صاحب	چاکھل	۲	عہ	
۹۸	سید فیاض الدین صاحب	محمود کی	۱	سے	
۹۹	شیخ یعقوب علی صاحب	سکندر آباد	۱۱	۹۰	۱۵۰ پہلے دے چکے ہیں۔

۲۲۹۰
میزان ۲۸۷ حصص یعنی دو ہزار دو سو نوے روپیہ

تجرید بخاری اردو

"صحیح بخاری" اصح الکتب بعد کلام اللہ تسلیم کیجاتی ہے۔ مگر امام بخاری نے شہرت روایت کے ثبوت میں ہر مضمون کی کئی کئی نامکمل و ناتمام حدیثیں بھی درج کردی ہیں۔ پھر عن فلان و عن فلان کی ترتیب نے کتاب کو اور بھی طویل کردیا ہے جس سے اختلاف و دقت اور پریشانی لازمی ہوجاتی ہے۔ الحمد للہ کہ نویں صدی ہجری میں علامہ حسین بن مبارک زبیدی نے بکمال محنت پہلے تو بخاری کی تمام مستند متصل حدیثوں کو یکجا کیا۔ اور پھر ان میں سے بھی ہر ایک مضمون کی صرف ایک ایک ایسی جامع اور حاوی حدیث انتخاب فرمائی۔ کہ پھر کسی دوسری کی ضرورت نہ رہے۔ چنانچہ علمائے عرب و شام نے مصنف کو اسکی سندیں عطا فرمائیں اسی دریا بکوزہ عربی تجرید البخاری (مطبوعہ مصر) کا یہ سلیس اردو ترجمہ اعلیٰ ڈبی کاغذ پر چھاپا گیا ہے جسے دیکھکر ناظرین کو حیرت ہوجاتی ہے۔ کہ اتنی بڑی کتاب کا اتنا مختصر انتخاب ہے عاشقان کلام رسول مقبول صلعم کیلئے ایک بے بہا تحفہ ہے

حجم سوا پانسو صفحہ

تمام فرمائشیں مولوی فیروز الدین اینڈ سنز پبلشرز لاہور متصل کھڑہ ولیشاہ کے نام آنی چاہئیں

قیمت عہ صہ محصول ۸ر

نارتھ ویسٹرن ریلوے

اعلان

یکم جنوری سنہ ۱۹۳۲ء سے اول و درمیانہ درجوں۔ کے مسافروں سے نارتھ ویسٹرن ریلوے پر مندرجہ ذیل شرح کے حساب سے کرایہ لیا جاویگا۔

درجہ	فاصلہ	شرح
درجہ اول	پہلے ۳۰۰ میل کے واسطے	۲۴ پائی فی میل کے حساب سے
درجہ اول	ہر زاید فاصلہ کے واسطے	۱۸ پائی فی میل کے حساب سے
درجہ دویم	پہلے ۳۰۰ میل کے واسطے	۱۲ پائی فی میل کے حساب سے
درجہ دویم	ہر زاید فاصلہ کے واسطے	۹ پائی فی میل کے حساب سے

(ڈاک گاڑیوں میں لاہور اور دہلی کے مابین)

درجہ	فاصلہ	شرح
درمیانہ درجہ	پہلے ۳۰۰ میل کے واسطے	۶ پائی فی میل کے حساب سے
درمیانہ درجہ	ہر زاید فاصلہ کے واسطے	۴½ پائی فی میل کے حساب سے

باقی تمام دوسری پسنجر گاڑیوں میں (جیسا کہ آجکل کرایہ) لیا جاتا ہے۔

حسب الحکم
دی۔ ایچ بولتھ صاحب بہادر
ٹریفک منیجر

دفتر ٹریفک منیجر
لاہور
مورخہ یکم اکتوبر سنہ ۱۹۳۱ء

لائق احمدی ایجنٹوں کی ضرورت

ہم کو اپنے فرم کے لئے ایسے چار لائق ایجنٹوں کی ضرورت ہے جو اپنے کام میں خوب ہوشیار ہوں۔ شرط یہ ہے کہ وہ احمدی ہوں۔ تصدیق کیلئے اپنی جماعت کے سکرٹری سے تحریر کرائیں۔ کمیشن وغیرہ بذریعہ خط وکتابت پتہ ذیل سے طے کریں۔

شیخ الٰہی بخش رحیم بخش احمدی تاجران کتب
محلہ شاہ کنٹھ لاہور

الخطبہ نمبر ۲

معزز ارائیں خاندان کی لڑکی پندرہ سالہ تعلیم یافتہ سلیقہ شعار اور خانہ داری سے بکلی واقف ہے لڑکا معزز ارائیں خاندان نیک دیندار۔ برسر روزگار ہو کم از کم انٹرنس پاس ہو۔ صاحب جائداد بھی ہو۔ عمر ۲۰-۲۱ سال خط وکتابت معرفت

سکرٹری صیغہ تبلیغ فیروزپور شہر

168

ہندوستان کی خبریں

مالابار کے ہندوؤں کو کانگریسی امداد کانگریس کی ورکنگ کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ موپلوں کے ہاتھوں مالابار میں جن ہندوؤں کو مالی نقصانات اٹھانا پڑے ہیں ان کی پچاس ہزار روپیہ سے امداد کیجائے۔

عیسائیوں پر حملہ کلکتہ ۳ر اکتوبر یا کادوم کے مقام پر پانسو موپلوں نے عیسائیوں پر حملہ کیا۔ ایک عیسائی مارا گیا پانچ زخمی ہوئے۔

ایک شیعہ مولوی کی تقریر ضبط آل انڈیا شیعہ کانفرنس لکھنؤ کے صدر مرزا محمد رحیم جنگ کی صدارتی تقریر پر مشتمل پمفلٹ ضبط کئے گئے۔

دو یورپین سشن سپرد کئے گئے مسٹر جے جی مارس اور ایس۔ ای ڈینس جو جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے کے مقدمہ قتل میں ملزم تھے۔ ہائی کورٹ میں سشن سپرد کئے گئے۔

اخبار زمیندار کے پرچے ضبط حکومت پنجاب نے زیر قانون مطابع ۵ر اگست ۲۱ء کے روزانہ زمیندار کے تمام پرچے ضبط کرلئے جانے کا حکم دیا ہے جس میں علماء کا متفقہ فتوےٰ شائع کیا گیا ہے۔

ایک سو سولہ اشخاص گرفتار دہلی پولیس نے ایک سو سولہ (۱۱۶) اشخاص کو قتل و غارتگری کے جرائم میں گرفتار کیا ہے ان کے خلاف ۲۰۷ مقدمات دائر کئے گئے ہیں۔

بمبئی میں لیڈروں کی خاص کانفرنس کلکتہ ۳ر اکتوبر مسٹر گاندھی نے ہر صوبہ سے کانگرس کے چند مشہور اور سرکردہ کارکنوں کو بمبئی میں ایک خاص اور ضروری کانفرنس میں شامل ہونے کے لئے بلایا تھا یہ کانفرنس ۴ر اکتوبر کو ہوئی۔ معلوم ہوا ہے کہ کانفرنس میں گذشتہ گرفتاریوں اور کراچی کے مقدمہ سے جو حالت پیدا ہو گئی ہے اس سے عدم تعاون کا پروگرام تبدیل کرنے کی ضرورت پر غور کیا گیا۔

ہندوستان میں جاپانی سوداگروں کا وفد مدراس ۳ر اکتوبر کمرشل میوزیم کی طرف سے ۶ جاپانی سوداگر ہندوستان آئے ہوئے ہیں۔ تاکہ ہندوستان میں جاپان کی صنعت کو فروغ دینے پر غور کیا جائے۔ اب یہ مدراس میں مقیم ہیں۔

آسٹریلیا کی گندم آ گئی آسٹریلیا سے گندم ہندوستان پہنچ گئی ہے اس کے نمونہ ڈائرکٹر زراعت کے دفتر متصل پنجاب سول سکرٹریٹ کے دفتر سے مل سکتے ہیں۔

جمعیۃ العلماء ہند کا تیسرا سالانہ جلسہ زیر صدارت مولوی ابوالکلام صاحب آزاد ۲۸ر تا ۳۰ر اکتوبر لاہور میں منعقد ہوگا۔

ایک گوردوارے پر سکھوں کا جبراً قبضہ پنجاب گورنمنٹ کا ایک اعلان مظہر ہے کہ سکھوں کی ایک پارٹی نے ضلع گورداسپور میں ایک گوردوارے پر جبراً قبضہ کرلیا ہے۔ اس واقعہ کے متعلق تحقیق ہو رہی ہے گورنمنٹ کو جو گوردوارہ والوں کے قیدیوں کو مشروط رہا کرنے کی توقع تھی۔ اس میں اسے مایوسی ہوئی ہے۔ اسلئے گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ اسوقت تک کہ گورداسپور میں گوردواروں پر جبراً قبضہ کے واقعات صاف طور پر ظاہر نہیں ہوتے ان قیدیوں کے متعلق غور کرنا ملتوی کیا جائے۔

کانگریس کمیٹی کے عہدہ داروں کا استعفیٰ مسٹر گاندھی کے اس اظہار کے بموجب کہ پریکٹس کرنے والے وکلا کانگریس کمیٹی کے عہدہ دار نہیں رہ سکتے۔ بابو اگھور چندردت پریسیڈنٹ اور تمام ممبران ٹیرا کانگریس کمیٹی مستعفی ہو گئے ہیں۔ دیگر اضلاع میں بھی اسی قسم کے استعفیٰ گذر رہے ہیں۔

لاہور میں زبان بندی سردار ندھان سنگھ اور ملک لال خاں کیلئے بتاریخ ۶ر اکتوبر زیر دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری زبان بندی کے احکام جاری ہوگئے ہیں جنکی بنا پر یہ لوگ دو مہینے تک ضلع لاہور میں تقریر نہیں کر سکیں گے۔

پچاس حامیان عدم تعاون لیڈروں کا اعلان بمبئی ۵ر اکتوبر تحریک عدم تعاون کے پچاس لیڈروں کے دستخطوں سے ایک اعلان شائع ہوا جس میں مسٹر گاندھی لالہ لاجپت رائے۔ مولوی عبدالباری۔ مولوی ابوالکلام آزاد پنڈت موتی لال نہرو۔ مسٹر سٹوکس (انگریز) سیٹھ چھوٹانی سیٹھ یعقوب حسن۔ مسز سروجنی نیڈو وغیرہ کے بھی دستخط ہیں۔ اس میں لکھا ہے کہ علی برادران کی گرفتاری کے متعلق گورنمنٹ بمبئی نے اپنے سرکاری اعلان میں جو وجوہات بیان کی ہیں۔ ان پر غور کرکے ہم اپنی افرادی اور شخصی حیثیت سے یہ اعلان کرتے ہیں۔ کہ یہ ہمارا قدرتی حق ہے کہ ہم بلا روک ٹوک اپنی یہ رائے ظاہر کریں۔ کہ کسی شہری کا گورنمنٹ کی کسی سول یا فوجی ملازمت کے لیے اپنے آپ کو پیش کرنا یا کسی سول یا فوجی محکمے میں ملازم رہنا۔ مناسب ہے یا نہیں اور ہماری رائے میں ہر ایک ہندوستانی کی قومی شان کے خلاف ہے۔ کہ وہ ایک سویلین یا بالخصوص ایک فوجی سپاہی سے موجودہ گورنمنٹ کی خدمت سرانجام دے اس سے آگے اپنی رائے کے وجوہات پیش کرکے آخر میں یہ لکھا ہے کہ ہماری رائے میں ہر ایک ہندوستانی سپاہی اور سویلین کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ گورنمنٹ سے قطع تعلق کرکے۔ اپنی بسر اوقات کیلئے کوئی اور ذرائع تلاش کرے۔

لارڈ ریڈنگ شملہ میں شملہ۔ ۷ر اکتوبر۔ ہز اکسلنسی لارڈ ریڈنگ اور لیڈی ریڈنگ۔ آج شملہ پہنچ گئے ہیں۔

امریکہ کی گندم کراچی میں پنجاب گورنمنٹ کو معلوم ہوا ہے کہ ۳۰ر ستمبر کو امریکہ کی گندم کے متعلق معاہدے ہوئے تھے۔ جو کراچی میں دی جانی تھی۔ ایک جہاز سان فرانسسکو سے کراچی پہنچے گا۔ اور ۷ روپیہ ۱۲ آنے پر فروخت ہوگی۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ یہ امریکہ کی گندم ۸ روپیہ ۹ آنے کو لاہور مل سکے گی۔

لنکا پرنس آف ویلز کی آمد پر دو لاکھ خرچ کریگا کولمبو ۴ر اکتوبر معلوم ہوا ہے کہ لنکا پرنس آف ویلز کی سیاحت پر ۲ لاکھ روپیہ خرچ کرے گا۔ ایک لاکھ روپیہ تو ٹکٹ ہوس کے بازو پر ہی خرچ آجائیگا۔

موپلوں نے ایک ہندو کی کھال اتروا دی کالی کٹ ۴ر اکتوبر شرقی ارناد میں موپلوں کی کارروائیاں حد انتہا کو پہنچ گئی ہیں۔ ایک ہندو کی اس جرم میں کھال اتروا دی گئی کہ اس نے سرکاری فوجوں کو دودھ مہیا کیا تھا۔ ہندوؤں کے خاندان کے خاندان تہ تیغ کئے جا رہے ہیں۔ یا انہیں زبردستی مسلمان کیا جاتا ہے۔ پناہ گزین ملاپورم نیچری وغیرہ مقامات کو ہزاروں کی تعداد میں بھاگے جا رہے ہیں۔

ہندوؤں اور وفادار مولویوں کے سر کاٹ دئیے کالی کٹ ۳ر اکتوبر۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا ایک اعلان مظہر ہے کہ تھوڑے سے پناہ گزینوں نے اطلاع دی ہے کہ باغیوں نے پچاس ہندوؤں کے گھر جلا دیئے۔ اور ۳۴ ہندوؤں اور دو وفادار مولویوں کے سر کاٹ کر کنوئیں میں ڈال دیئے گئے۔ مولویوں کا یہ قصور تھا۔ کہ انہوں نے سرکاری فوجوں کو مدد دی۔

جبلپور میں پلیگ جبلپور ۴ر اکتوبر۔ طاعون کا بہت زور ہے۔ گذشتہ چند دنوں میں بہت سی اموات ہوئیں۔

انڈین پولیس سروس کیلئے مقابلہ کا امتحان شملہ ۵ر اکتوبر۔ گورنمنٹ پنجاب نے مندرجہ ذیل سرکاری اعلان شائع کیا ہے۔ ہندوستانیوں کی انڈین پولیس سروس میں براہ راست بھرتی کے لئے ۵ دسمبر سنہ ۱۹۲۱ء کے قریب لاہور میں ایک مقابلہ کا امتحان ہوگا اس امتحان میں شریک ہونے کے خواہشمندوں سے درخواستیں طلب کی جاتی ہیں۔ امتحان میں شامل ہونے والے امیدواروں کی عمر ۱ر اگست سنہ ۱۹۲۱ء تک ۲۱ سال سے کم یا ۲۴ سال سے زیادہ نہ ہونی چاہئے۔ اس قاعدے میں خاص صورتوں میں ان امیدواروں کی صورت میں نرمی برتی جائیگی جو ۲۱ سال سے کم لیکن ۱۹ سال سے کم نہ ہونگے۔ معمولی قابلیت جو درکار ہوگی۔ وہ صرف ایک ڈگری ہے۔ امتحان کا پراسپیکٹس مطبوعہ فارم برائے درخواست کرنے سے امیدواری کا ارادہ رکھنے والوں کو انسپکٹر جنرل پولیس سے دستیاب ہو سکتا ہے۔

مہابیر تیاگی کا مقدمہ مجسٹریٹ نے ملزم کے منہ پر تھپڑ لگوائے بلند شہر ۴ر اکتوبر۔ مہابیر تیاگی کا مقدمہ زیر دفعات ۱۲۴ (الف) و ۱۵۳ (الف) آج عدالت میں پیش ہوا ملزم نے نہ کسی گواہ پر جرح کی نہ صفائی پیش کی مجسٹریٹ نے ملزم کو دو دفعہ کانسٹبل سے تھپڑ لگوائے۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ ملزم نے عدالت کو اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی۔ کہ تقریر کے نوٹوں میں اردو انگریزی کے ترجمے میں اختلاف ہے۔ عدالت نے کہا تم واہیات بکواس کرتے ہو۔ سنا ہے اس کے جواب میں ملزم نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ آپ ہی ایسا کر رہے ہیں۔

مسٹر باسورتھ سمتھ مستعفی ہو جائینگے گورنمنٹ آف انڈیا گزٹ میں یہ اعلان شائع ہو گیا ہے کہ مسٹر باسورتھ سمتھ کو ۲۲ر مارچ ۲۲ء کو

غیر ممالک کی خبریں

ہوائی جہازوں کی تباہی برسلز ۲۰ر ستمبر۔ سات ہوائی جہاز ایورے جہازگاہ میں اتفاقاً آگ لگ جانے سے تباہ ہو گئے۔

باکو پر گولہ باری لندن ۳ر اکتوبر۔ لندن میں محکمہ اطلاعات آذربائیجان سے معلوم ہوتا ہے کہ بالشویک سپاہیوں اور مسلمانان باکو میں سخت لڑائی ہوئی۔ جس سے ہزارہا آدمی مارے گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آذربائیجان میں مفسدوں نے قومی علم بلند کیا جس پر لکھا تھا "آزادی یا موت" اس موقعہ پر بحیرہ خزر میں جو بالشویک جنگی جہاز تھے۔ انہوں نے شہر پر گولہ باری کی۔ آذربائیجان کا سرخ دستہ مفسدوں سے مل گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بالشویکوں نے سلسلہ گفت وشنید جاری کیا ہے۔

یونانی کمالیوں کے پاس مصالحت کیلئے جاتے ہیں لندن ۳۰ر ستمبر۔ ڈیلی نیوز کو نہایت معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ یونانی مصالحت کی غرض سے کمالیوں کے پاس جا رہے ہیں۔

کمال پاشا کا براہ راست گفتگو سے انکار امید کی جاتی ہے کہ شاہ قسطنطین خارجی سفیروں سے گفتگو کرے گا۔ کیونکہ مصطفےٰ کمال پاشا نے یونانی نمائندوں سے براہ راست معاملہ کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

سوڈان میں شورش خرطوم ۳۰ر ستمبر۔ دیوانہ عبدالصمد نے پیرووں کو جمع کر کے نیالا پر ۲۶ر ستمبر کو حملہ کیا جو درفور کے جنوب میں واقع ہے سوار فوج اور پولیس نے حملہ پسپا کیا جسمیں قبائل کا بہت بھاری نقصان ہوا۔ خبر ہے کہ عبدالصمد مارا گیا۔ سوڈان سول سروس کا مسٹر مانسل حکومت سوڈان کا کپتان ایچ کراؤن اور تین سول ملازم مارے گئے۔ شورش مقامی ہے اور کوئی سیاسی اہمیت نہیں رکھتی۔

فلسطین کی ترقی لندن ۳ر ستمبر۔ اخبار فلسطین ہفتہ وار رقمطراز ہے کہ لندن کی فرم آف پیرسنز نے حیفہ میں بندرگاہ کا کام پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ٹھیکہ لیا ہے۔ جس پر ایک کروڑ پونڈ صرف ہوں گے۔ مذکورہ کمپنی یہ رقم حکومت فلسطین کو قرض کے طور پر دے گی۔ کمپنی کو بہت سی مراعات دی جائینگی۔ امید ہے کہ یہ کام چار سال میں ختم ہو جائیگا۔ اور ساحل شام پر حیفہ ایک نہایت ممتاز بندرگاہ کے طور پر مشہور ہو جائیگا۔

امریکہ میں ۴۰ لاکھ بیکار واشنگٹن کی اعداد و شمار کی کمیٹی کا اندازہ ہے۔ کہ امریکہ میں بیکاروں کی تعداد ۳۵ اور ۴۰ لاکھ کے درمیان ہے۔

چین میں خانہ جنگی شنگہائی ۳۰ر ستمبر۔ چین میں خانہ جنگی بدستور جاری ہے۔ ایوہانگ میں ۵۰ ہزار زیچوانی اپنے صوبہ کی خود مختاری کے لئے لڑ رہے ہیں۔ زیچوانی غیر ملکی جہازوں پر بلا امتیاز گولہ باری کر رہے ہیں۔ غیر ملکی تجارت کو نقصان پہنچا ہے مگر کوئی نقصان جان واقع نہیں ہوا۔

برگن لینڈ کی خود مختاری کا اعلان لندن ۳۰ر ستمبر۔ کونٹ فریڈرک سابق وزیر اعظم ہنگری نے جو سابق و معزول شہنشاہ کارل کا بڑا طرفدار ہے برگن لینڈ کی خود مختاری کا اعلان کر دیا ہے۔ برگن لینڈ کے متعلق آسٹریا اور ہنگری کا جھگڑا تھا۔ اتحادیوں نے ہنگری کو الٹی میٹم بھیجا اور کونٹ نے آزادی کا اعلان کر دیا اتحادی حلقوں میں بہت تشویش پیدا ہو گئی ہے۔ اور ایک جنگ کے آثار پیدا ہو گئے ہیں۔

باکو میں مسلمانوں کی گرفتاری لندن ۲۰ر ستمبر۔ ریوٹر کا بیان ہے کہ مسلم اتحاد پارٹی کے صدر کربلائی کو اس پارٹی کے چالیس آدمیوں کے ساتھ باکو کے بالشویک حکام کے حکم سے گرفتار کر لیا گیا اور اسکو جیل میں ڈال دیا گیا ہے۔

جرمنی سے اقتصادی پابندیوں کی منسوخی لندن ۲۹ر ستمبر۔ جرمنی کے خلاف کئی ماہ ہوئے جو اقتصادی پابندیاں لگائی گئی تھیں۔ اور جن کے رو سے اتحادیوں نے جرمنی کے محکمہ محصول پر قبضہ کر لیا تھا وہ اب منسوخ کر دی گئی ہیں۔

(باہتمام شیخ [illegible] قادیانی پرنٹر و پبلشر [illegible] قادیان میں چھپ کر [illegible] شائع ہوا)